قول الجلی فی ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



مؤلف

مفتئ حرم علامہ ابن حجر مکی

مترجم

علامہ صفدر رضا قادری

میلاد ھاؤس

محلہ گل بہار نمبر ۱۔ پشاور

قولُ الجلیِ

فیِ

ذکرِ مولدِ النبیﷺ

مُولف

مُفتیٔ حرم علّامہ ابنِ حجر مکیؒ

مترجم

علّامہ صفدر رضا قادری

میلاد ھاؤس محلہ گل بہار نمبر ۱۔ پشاور

نام کتاب : مَولِدُ النَّبی

اُردو ترجمہ : قَولُ الجَلِی فی ذِکرِ مَولِدِ النَّبی

مؤلف : مفتیِ حرم علامہ ابنِ حجر مکیؒ

مترجم : علامہ صفدر رضا قادری

سرورق وکمپوزنگ : احتشام دھامہ

ناشر : میلاد ہاؤس، محلہ گل بہار نمبرا۔ پشاور

باراوّل : ماہ محرم الحرام۔ اکتوبر 2014ء

تعداد : دو ہزار

ملنے کا پتہ

- ☆ چشتی کتب خانہ جھنگ بازار فیصل آباد
- ☆ مکتبہ جمال حسن مارکیٹ اُردو بازار لاہور
- ☆ میلاد ہاؤس محلّہ گُل بہار نمبر 1 پشاور
- ☆ مکتبہ کشمیر کیمپنگ گراؤنڈ لالہ موسیٰ
- ☆ فاطمیہ اسلامک سنٹر جی۔ٹی روڈ علی چک
- ☆ سُکھ چین ہاؤس جی۔ٹی روڈ لالہ موسیٰ
- ☆ آستانہ عالیہ انوار صوفیہ چشتیہ دھامہ شریف
- ☆ شاہ چراغ اکیڈمی کچہری روڈ منڈی بہاؤالدین
- ☆ نور بک ڈپو علامہ اقبال روڈ میرپور
- ☆ چشتی کتب خانہ داتا دربار لاہور

انتساب

خواجۂ خواجگاں، تاجدارِ چشتیاں، قبلۂ عاشقاں

خواجہ غریب نواز

حضرت معین الدّین چشتی اجمیریؒ

کے نام

جن کے نورِ فقر و وِلایت سے سرزمینِ برِّ صغیر کے ذرّے
روشنی سے جگمگا اُٹھے

اِن جذبات کے ساتھ

کمالاتِ رسالت کو چُھپایا جا نہیں سکتا
کبھی حق و صداقت کو دبایا جا نہیں سکتا
فسانہ پھر فسانہ ہے، حقیقت پھر حقیقت ہے
حقیقت کی حقیقت کو مِٹایا جا نہیں سکتا

"گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف"

نیازمند

صفدر رضا قادری

نذرانۂ عقیدت

مرے خون کے قطرے قطرے کے اندر محمدؐ لکھا ہے
کسی ہاتھ نے میرے سینے پہ اکثر محمدؐ لکھا ہے

اندھیروں کے پیچھے بھی ہے اِک اُجالا پڑھے پڑھنے والا
کتابِ زمانہ کے ہر اِک ورق پر محمدؐ لکھا ہے

ہوائے جہاں جب سمندر سے گزری کنارے پہ اُتری
کنارے کنارے ، سمندر سمندر محمدؐ لکھا ہے

شریعت گلی ہے، طریقت مکان ہے، تفاوت کہاں ہے
تصوّف نے عشقِ محمدؐ میں مِٹ کر محمدؐ لکھا ہے

جو آدم نے لوحِ ازل پڑھا تھا محمدؐ لکھا ہے
مِری ہر طلب ، ہر دُعا ، ہر سخن پر محمدؐ لکھا ہے

خدا نے کہیں اُن کو تنہا نہ رکھا ، شریک اپنا رکھا
اذانوں ، نمازوں کے ماتھے پہ کھل کر محمدؐ لکھا ہے

وجود و عدم کے ہیں جتنے کھلونے دیے ہمیں اُنہوں نے
ہر آوازِ کُن کے برابر برابر محمدؐ لکھا ہے

کبھی تو حضورؐ آئیں گے میرے ہاں بھی کُھلے گی زباں بھی
اِسی عالمِ شوق میں زندگی بھر محمدؐ لکھا ہے

کتابِ دو عالم کے ہر حاشیے پر ، ہر اِک زاویے پر
پڑھو دیدۂ آگہی سے مظفرؔ محمدؐ لکھا ہے

(مظفر وارثیؒ)

فہرست

بفیضانِ نظر ــــ حق بابا

فقیروں کی جھولی میں ہے اب بھی سب کچھ
بہت جانچ لیتے ہیں، دیتے ہیں تب کچھ

ایک رات کی صبح ------ تمبر پورہ شریف ------ پشاور ------ کے مردِ درویش ------ کی بارگاہ میں حاضری نصیب ہوئی ------ جو نسباً آل رسول ہیں ------ اور آئمہ اھل البیت سے سیّدنا امام علی نقی عَلَیْہِ وَعَلٰی جَدِّہ السَّلَام کی اولاد سے ہیں جن کی اولاد پاک سے ------ حضرت سید جلال الدین بخاری سُرخ پوش رحمتہ اللہ علیہ نے سب سے پہلے برصغیر کی دھرتی اور اُوچ شریف کی سرزمین کو اپنے قدموں سے عزت بخشی ------ میری مراد پیر سید مستان علی شاہ مدّ ظلہ العالیٰ کی بارگاہ ہے ------ جو حق بابا کے نام سے مشہور ہیں ------ آپ مشرباً چشتی صابری ہیں ------ آپ کی بارگاہ میں حاضری سے دل کی دنیا یک لخت بدل گئی ------ دل میں خوف بھی تھا اور اُمید سے معمور بھی تھا ------ کیفیات کچھ ایسی تھیں ------ جن کی تعبیر سے الفاظ قاصر ہیں۔ جب آپ کے سامنے اس زیرِ نظر کتاب کا ذکر ہوا ------ تو آپ نے اس کی تعریف میں اپنے خاص انداز سے گلفشانی فرمائی اور ساتھ ہی حضرت شرف الدّین بوصیریؒ کے قصیدہ بُردہ شریف کا ذکر فرمایا ------ جس

میں ایک خاص مفہوم کا اشارہ پنہاں تھا----- حق باباجی نے میری طرف رُخِ زیبا کو
پھیرتے ہوئے فرمایا:

"تکے ناں ___ تُو کم اچھا کرریاں ایں"

اِس جملے سے مجھ پر رقّت طاری ہوئی-----اور دل نے اظہار تشکر کیلئے
انگڑائی لی------- حق بابا --------صاحبِ نظر اور صاحبِ کرامت
فقیر ہیں------آپ کے فرزند ارجمند ------سب سے چھوٹے
صاحبزادے------پیر سیّد عنایت شاہ بادشاہ مدّ ظلہ العالی------سے شرف
ملاقات ہوئی------جن کی ہستی قابلِ دید ہے------اپنے آباء کی جیتی جاگتی تصویر
ہیں------پُرکشش اور روحانی شخصیت ہیں------ہمہ جہت شخصیت کے حامل ہیں
ہر وقت مصروفِ عمل ہیں ------ دن رات فیضانِ مرتضوی تقسیم فرمارہے ہیں
------آپ کے زیرِ سرپرستی------انٹرنیشنل میلاد ہاؤس چل رہا ہے------جس
میں فروغ عشق مصطفےٰ کیلئے محافلِ میلاد کا انعقاد ہوتا ہے------اور نعت گوئی کے
طریقے اور سلیقے تعلیم دیے جاتے ہیں------اور تشنگان کی ارواح کو روحانی فیض
سے سیراب کیا جاتا ہے یہ روحانی مرکز مرجعِ خلائق ہے۔

اِس روحانی مرکز میلاد ہاؤس کا افتتاح------دیارِ حبیب ﷺ سے آئے
ہوئے عظیم مہمان محترم سید آدم اعظم قدّس سرّہ العزیز نے اپنے ہاتھوں سے
کیا------پیر سید عنایت شاہ بادشاہ موتیوں والی سرکار کی ------دلی خواہش ہے
------جو انشاءاللہ ضرور پوری ہوگی------ کہ پاکستان کے ہر شہر میں میلاد ہاؤس
ہونا چاہیے------جو روحانیت کا مرکز ہوں------یہ وقت کی اہم ضرورت ہے---

تاہم پیر صاحب مدّظلہ العالی نے انسانی فلاح و بہبود کیلئے پشاور میں موٹروے کے ٹول پلازہ کے قریب------۱۵ کنال اراضی ہسپتال کیلئے بطور عطیہ عطا فرمائی ہے۔

زیدت عمرہ وصحتہ وحسانتہ ------میں ممنون و مشکور ہوں۔اپنے محترم بھائی نصر اقبال آف سُکھ چَین اور اُنکے والدِ بزرگوار کا ------جن کے ہمراہ مجھے یہ سفر نصیب ہوا اور زیارتِ بزرگان سے ہم سب کو دارین کی سعادتیں نصیب ہوئیں ------میں اپنی اِس تحریر کو اُسی شعر پر ختم کرتا ہوں ------جو حق بابا نے اپنی نشت میں ------اِس کتاب کے ذکر میں ارشاد فرمایا:

میری طلب بھی اُنہی کے کرم کا صدقہ ہے
قدم اُٹھتے نہیں اُٹھائے جاتے ہیں

☆☆☆

تقریظِ عالیہ

چودہ صدیوں کے سفر میں اُمت کے اندر لاکھوں اکابر و مشاہیر گزرے جنہوں نے اس ذکرِ خیر پر مستقل کتابیں لکھیں۔ جو آج ہمارے دینی لیٹریچر کا حصہ ہیں۔اور ہمارا علمی اثاثہ ہیں۔دنیا کے کسی کونے میں چلے جائیں۔ذکرِ حبیبؐ کے عنوان اور موضوع پر لائبریریاں بھری پڑی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ذکرِ خیر برکات و حسنات اور فتوحات کا دروازہ کھولتا ہے۔رحمتوں کے نزول کا ذریعہ ہے ----- قحط و تنگ دستی کو دُور کرتا ہے ----- فرشتوں کے نزول کا سبب ہے ----- شیاطین سے چھٹکارے کیلئے تریاق ہے ----- مفسرین ومحدثین نے ذکرِ میلاد پر کتابیں لکھیں اور تسلسل آج بھی جاری ہے۔زمانہ قدیم کے اہم دینی و تاریخی ورثہ کو نسل نو نسل تک منتقل کرنا بھی اہل علم کا فریضہ ہے۔ جسے الحمدللہ ہر عہد میں اربابِ علم وفضل نے بحسن وخوبی نبھایا ہے۔مختلف زبانوں میں تراجم کیے تاکہ عربی و فارسی سے کماحقہ واقفیت نہ رکھنے والے بھی اس لٹریچر سے استفادہ کر سکیں۔ درست ترجمہ بلاشبہ مصنف کی ترجمانی ہوتی ہے۔اور یہ نہایت مشکل اور ذمہ داری کا کام ہوتا ہے۔ جو آسان نہیں بلکہ سلیقے سے صحیح ترجمہ مصنف سے بھی زیادہ مشکل اس لئے ہوجاتا ہے کہ پہلے مترجم ----- مصنف کو سمجھتا ہے۔اس کی تحریر کو پڑھتا ہے۔اس کی تہہ میں اُترتا ہے۔ پھر اس کو اپنے قارئین کیلئے اُن کی زبان میں مفہوم کو منتقل کرنے کیلئے موزوں ترین

الفاظ کا انتخاب کر کے جملہ بندی کرتا ہے۔اور عہد رواں کو عہد سابقہ کے ساتھ منضبط و متصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مجھے اپنے پنجتنی ساتھی مخلص فی اللہ صاحبزادہ عابد حسین قادری حفظ اللہ تعالیٰ نے خوشخبری کے طور پر آگاہ کیا۔ کہ یہی کام ہمارے ساتھی علامہ صفدر رضا قادری مدّ ظلہ العالیٰ نے کیا۔

اس سے پہلے بھی وہ ایسے کئی علمی کارنامے سرانجام دے چکے ہیں۔نجوم ہدایت ----- شہزادئ کونین ----- اور بارہ امام آپ کی مشہور کتب ہیں۔اور اسکے علاوہ ادبی مقالات سے آپ کو بہت پذیرائی حاصل ہوئی۔اُن کا قلم محتاط ہے ----- وہ صاحبِ اخلاص قلمکار ہیں ----- اور دردِ دل کے ساتھ ابلاغِ دین کیلئے رواں دواں ہیں ----- اب کی بار اُنہوں نے شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکیؒ کی کتاب ''مولد النبیؐ'' کا اُردو ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔اور اِسے ''قول الجلی فی ذکر مولد النبیؐ'' کے نام سے شائع کرنے جارہے ہیں۔آپ نے اس پر وقیع تقدیم لکھ کر اور اسے عام فہم آسان اُردو کے قالب میں ڈھال کر عوام کے لئے اس کی تفہیم آسان بنادی ہے ----- اور حساس و نازک ترین مقامات پر نہایت محتاط لفظوں کا انتخاب کیا ہے ----- اور وضاحتوں اور نعتیہ کلام سے ترجمہ میں مزید حسن اور نکھار پیدا کردیا ہے ----- کتاب کیا ہے ----- محبت کی زبان میں لکھا گیا ----- ذکرِ ولادت رسولؐ کا ایک شاہپارہ ہے ----- جس کا صفحہ صفحہ ----- اور سطر سطر قابل مطالعہ ہے۔اس سعادت کے حصول پر میں ----- گرامی قدر ----- اُستاذ العلماء علامہ صفدر رضا قادری دامت برکاتہم العالیہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ھدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔اللہ تعالےٰ دونوں جہانوں میں اِس کتاب کو حضرت

مصنف------فاضل مترجم-------اور ناشر وقارئین کیلیئے باعث برکت اور ذریعہ نجات بنائے۔آمین

پیر سیّد انعام الحسنین کاظمی چشتی نظامی قادری

مؤسس: کاروان سادات انٹرنشیل اسلامک میڈیا سنٹر

شیخ ہندی سڑیٹ داتا دربار مارکیٹ لاہور

☆☆☆

تقدیم از مترجم

نحمدہ نصلّی و نسلِم علی رسولہ الکریم.....اَمابعد

تمام کمالاتی خوبیاں اللہ ربّ العزت کیلئے ہیں------ کہ جس نے اپنے حبیبِ مکّرم کے وجودِ اطہر سے ------ عالمین کو وجود بخشا------ اور سلسلۂ نبوت و رسالت کو اپنے محبوب کریمؐ پر ختم فرما کر آپ کو سیّدالمرسلین اور خاتم النبیین ٹھہرایا ------ اور آپؐ کے میلاد شریف کو سب کیلئے ------ نعمتِ عظمیٰ اور احسانِ عظیم قرار دیا------ ذکرِ میلاد سُنت الٰہیہ بھی ہے ------ اور سُنتِ انبیاء و مرسلینؑ بھی ہے ------ سُنتِ مصطفٰےؐ بھی ہے ------ اور سُنتِ آلؓ و اصحابؓ بھی ہے ------ سُنتِ اولیاء بھی ہے ------ اور سُنتِ صالحین بھی ہے ------ یوں تو سیرت کی کوئی کتاب آپؐ کے ذکرِ میلاد کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ تاہم اِس موضوع پر الگ مستقل کُتب بھی تحریر ہوئیں ------ محدّث ابن جوزی نے اِس موضوع پر ''مولدالعروس'' تحریر فرمائی ------ اور ابن کثیر دمشقی نے ''مولدرسول اللہ'' لکھی -------- ابن حجر مکی نے ''النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولدسید ولد آدم'' تحریر فرمائی ------ جس کو حسین حلمی نے ایک مدّت مدیدہ کے بعد مکتبہ ایشیق استنبول کی طرف سے عربی

میں شائع کروایا------جس کا اُردو زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے------اس کے علاوہ عربی و اُردو میں بے شمار کتب تحریر ہوئیں------اور تحریر ہو رہی ہیں------میری دلی آرزو تھی------ کہ میں اِس عظیم موضوع پر تحریر کروں------جو میرے لئے آخرت کا توشہ اور نجات کا سامان بن جائے------تو میرے دوست محترم ظفر اقبال فاروقی نے میری طرف ایک نسخہ ارسال فرمایا------جس کو ''دارالکتب الظاھریہ '' نے دمشق میں چھپوایا------اس کتاب کا نام ''مولدالنبیؐ '' ہے------مؤلف کا نام علامہ ابن حجر مکی ہے۔اُردو میں اسکا نام ''قولی الجلی فی ذکرِ مولدالنبیؐ'' رکھا گیا ہے------انشاء اللہ آئندہ اوراق میں قارئین کرام اسکا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں گے------ کتاب کے آخر میں عربی متن کے عکس کو بھی طباعت میں شامل کر دیا گیا ہے------ تاکہ خاص و عام اِس سرچشمہ سے اپنی پیاس بُجھا سکیں------ناسپاس گزاری ہوگی------اگر میں یہاں اُن شخصیات کا ذکر نہ کروں------جنہوں نے مجھے اپنے قیمتی علمی مشوروں سے نوازا------اور مجھ پر نظر شفقت فرمائی۔اُن میں محترم اکرام اللہ زاہد ------ جناب محترم ظفر اقبال فاروقی اور جناب محترم محمد اقبال شامل ہیں ------اس کتاب کی طباعت کے اخراجات کا ذکر محترم جناب نصر اقبال سُکھ چین سے ہوا------ جنہوں نے بڑی خندہ پیشانی سے میری دل جوئی فرمائی------اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم کے ذکرِ جمیل کے صدقے ان سب حضرات کو دارین کی سعادتیں نصیب فرمائے------

قارئین کرام ___ کی خدمت میں گزارش ہے کہ کتاب میں جہاں کہیں لفظ وضاحت کے ذیل میں جو تحریر ہے یا اشعار ہیں وہ متن کا حصّہ نہیں ____ وہ بطور توضیح

کے اور ذوق بڑھانے کیلئے ہیں------ تاکہ قارئین کو بات سمجھنے میں آسانی ہو جائے یہاں پر میلاد شریف کے فیوض و برکات، اجر و ثواب پر مبنی اکابرین کے چند اقوال پیش کیے جاتے ہیں------ جن سے ذکرِ میلادِ مصطفےٰ کی اہمیت کی خوب وضاحت ہو جاتی ہے۔

دل کی دنیا ہی بدل جائے گی چین آئے گا
پیار سے گیت مرے شاہ کے گا کر تو دیکھو
دُور ہو جائیں گے غم اور ملے گی راحت
اپنے گھر محفلِ میلاد سجا کر تو دیکھو

☆☆☆

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا:------ ''جس شخص نے ذکرِ میلادِ مصطفےٰؐ پر ایک درہم خرچ کیا----- کان رفیقی فی الجنة ------وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

حضرت عمر فاروقؓ کا قول

حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا:------ جس شخص نے میلادالنبیؐ کی عزت کی ------فقداحیاالاسلام------ گویا اُس شخص نے اسلام کو زندہ کردیا۔

حضرت عثمان غنیؓ کا قول

حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا:------ جس شخص نے ذکرِ میلادالنبیؐ پر ایک درھم خرچ کیا------فکانما شھدغزوۃ بدروحنین ------ گویا اُس نے غزوہ بدر اور غزوہ حنین میں شرکت کی۔

حضرت مولا علی کرم اللہ وجھہ کا قول

حضرت مولا علیؓ نے ارشاد فرمایا------ جو شخص ذکرِ میلادالنبیؐ کا سبب بنا------لَا یَخرُجُ مِنَ الُدنیَا اِلا بِالِایمَان------وہ دنیا سے ایمان کے ساتھ اُٹھے گا------وَیَدخُلُ الجَنة بِغَیرِ حِسَابِ------اور جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔[1]

---

[1] النعمۃ الکبریٰ

حضرت حسن بصریؒ کا قول

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا :------میں اِس بات کو پسند کرتا ہوں ------ کہ کاش میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو------اور میں اُسے ذکرِ میلادِ مصطفےٰؐ پر خرچ کر دوں۔

حضرت جنید بغدادیؒ کا قول

"جو شخص میلاد کی محفل میں حاضر ہوا------اور تعظیم و تکریم بجالایا------وہ ایمان کے ساتھ کامیاب ہوا۔"

حضرت معروف کرخیؒ کا قول

حضرت معروف کرخیؒ ------فرماتے ہیں------جس شخص نے حضورؐ کے میلاد شریف کے کھانے کا اہتمام کیا------اور اپنے بھائیوں ------عزیز و اقارب کو جمع کیا------وَاَقْدَسِرَاجاً------اور چراغاں کیا------اور نئے کپڑے پہنے ------اور خوشبو سلگھائی اور عطر لگایا------اور سب اہتمام اُس نے حضورؐ کے میلاد کی تعظیم میں کیا اللہ تعالےٰ اسکو قیامت کے دِن نبیوں کے پہلے گروہ کے ساتھ اُٹھائے گا------اور اعلیٰ علّیین میں جگہ پائے گا۔

فخرالدین رازیؒ کا قول

امام فخرالدین رازیؒ ------ کا قول ہے ------جس شخص نے نمک

----- گندم یا کھانے کی کسی چیز پر نبی کریم ﷺ کا میلاد شریف پڑھا------ تو اُس میں اور ہر شی میں برکت ہوگی------ جو اس کھانے میں مِلا دی جائے------ اور یہ کھانا اُس وقت تک بے قرار رہے گا------ جب تک اللہ تعالےٰ اس کھانے والے کو بخش نہیں دے گا اور اگر سیّدِ عالمؐ کا میلاد پاک پانی پر پڑھا جائے------ تو جو شخص اُس پانی کو پیئے گا------ اُس کے قلب میں ہزار نور اور رحمتیں بھر دے گا------ اور ہزار کینے اور بیماریاں نکل جائیں گی---------- جس دِن دل مُردہ ہوجائیں گے------ اُس کا دل نہیں مرے گا------ اور جس شخص نے سرکار کا میلاد سونے اور چاندی کے سکّوں پر اور درھم و دینار پر پڑھا-------- اور اِس میں دوسرے دینار مِلا دیے------ تو اُن میں بھی برکت واقع ہوجائے گی------ میلاد النبیؐ منعقد کرنے والا کبھی محتاج نہیں ہوگا------ اور آپؐ کی برکت سے کبھی تہی دست نہیں ہوگا۔

امام شافعیؒ کا قول

امام شافعیؒ نے فرمایا:------ ''جس نے اپنے دوست احباب کو محفل میلاد کے لئے جمع کیا۔ کھانے کا اہتمام کیا۔ مکان کو خالی کیا۔ اور احسان واکرام کیا۔ خیرات و عطیات تقسیم کیے اور میلاد کی محفل کرائی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کو صدیقوں، شہداء اور صالحین کے ساتھ اُٹھائے گا اور وہ جنتِ نعیم میں داخل ہوگا۔''

حضرت سرّی سقطیؒ کا قول

حضرت سرّی سقطیؒ نے فرمایا:------ ''جس نے ایسی جگہ کا ارادہ کیا۔ جہاں

میلاد مصطفےٰ علیہ پڑھا جاتا ہے۔تو اُس نے جنت کے باغوں میں سے باغ کا ارادہ کیا۔کیونکہ اُس نے سیدِ عالمؐ کی محبت ہی میں اس جگہ کا ارادہ کیا-----اور نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا:"جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔"

حضرت جلال الدین سیوطیؒ کا قول

حضرت جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں"کوئی گھر، مسجد یا محلہ ایسا نہیں جس میں نبی کریمؐ کا میلاد شریف پڑھا جاتا ہو مگر یہ کہ ملائکہ اس گھر مسجد یا محلہ کو گھیر لیتے ہیں اور اس اہل خانہ پر نزول رحمت کی دُعا کرتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت ورضوان اُن کے شاملِ حال کردیتا ہے اور ملائکہ کے سردار جن کے گلے میں نوری طوق پڑے ہیں -----یعنی جبرئیل میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام بھی میلاد شریف کرانے والے کیلئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔نیز فرماتے ہیں۔کہ جس گھر میں مسلمان میلاد شریف پڑھتا ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس گھر والوں سے قحط---وبا------آتش زنی-----غرقابی----آفات وبلیّات بغض وحسد------نگاہ شر اور چوروں کے خطرے کو دور کردیتا ہے اوروہ قادر مطلق اور مالکِ حقیقی کے ہاں مقام صدق میں ہوتا ہے۔جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد شریف کی تعظیم کرتا ہے۔اس کے لیے اتنا بیان ہی کافی ہے------جو حضورؐ کے میلاد شریف کی تعظیم نہیں کرتا اگر حضورؐ کی مدح ومنقبت میں تمام دنیا بھر دی جائے-----تو بھی اُس کے دل میں نبی کریمؐ کی محبت پیدا نہیں ہوگی۔[1]

---

[1] ایضاً

ابن جوزیؒ کا قول

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں: "یہ عمل یعنی میلاد النبیؐ ہمیشہ سے حرمین شریفین میں------ مصر و یمن، شام اور تمام عربی ممالک میں مشرق و مغرب میں جاری و ساری ہے------ وہ میلادِ مصطفیٰ کی محافل کا انعقاد کرتے ہیں۔ لوگ جمع ہوتے ہیں۔ ماہِ ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی خوشیاں مناتے ہیں۔ غسل کرتے ہیں۔ اور عمدہ لباس پہنتے ہیں۔ خوب اہتمام کرتے ہیں------ خوشی اور مسرت کا زبردست اظہار ہوتا ہے۔ اور میلاد پاک سننے سنانے کا انتظام و انصرام کیا جاتا ہے۔[1]

حضرت شاہ ولی اللہؒ کا قول

حضرت شاہ ولی اللہ کہتے ہیں۔ "لوگ مکہ مکرمہ میں میلاد شریف کے روز ولادتِ نبوی ﷺ والے مکانِ ذیشان پر حاضر ہو کر اُن واقعات و معجزات کا ذکر کرتے ہیں۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ولادتِ مقدسہ کے موقع پر ظاہر ہوئے اور اِن پر انوار برستے ہیں۔[2]

حضرت شاہ ولیؒ کے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیمؒ میلاد شریف کے موقعہ پر کھانے اور لنگر کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ ایک سال کچھ تنگدستی کی وجہ سے یہ اہتمام نہ ہو سکا۔ تو آپ نے بُھنے ہوئے چنے تقسیم کر کے اس خوشی اور جشن کا اظہار کیا۔ یہ چنے سرکارِ دو جہاں کی بارگاہ میں مقبول ہوئے۔[3]

---

[1] المیلاد النبوی ص ۵۸ [2] فیوض الحرمین ص ۸۰، ۸۱ [3] درثمین ص ۴۰

نواب صدیق حسن بھوپالی

نواب صدیق حسن بھوپالی جن کا شمار اہل حدیث علماء میں ہوتا ہے۔ بلکہ مذکورہ طبقہ غیر مقلدین کے سردار اور پیشوا مانے جاتے ہیں۔ اور ریاست بھوپال میں ''امیر الملک ولاجاہ'' کے نام سے مشہور ہیں۔ اُنہوں نے میلاد شریف کے حق میں کتاب لکھی۔ جس کا نام ''الشمامة العنبريه من مولد خير البريه'' ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کر سکتے تو ہر اُسبوع یا ہر ماہ میں التزام اسکا کریں۔ کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر و عظ سیرت و سمت دل وہڈی و ولادت و وفات آنحضرت کا کریں۔ پھر ایام ربیع الاول بھی خالی نہ چھوڑیں۔ ان روایات و آثار کو پڑھیں جو صحیح طور پر ثابت ہیں۔[1]

اصحاب رسول کا ہمیشہ یہ عمل رہا----- کہ وہ کسی نہ کسی صورت میں اِس احسانِ عظیم کا تذکرہ اور چرچا کرتے رہتے تھے----- چنانچہ روایت میں ہے کہ ایک دِن اصحاب کا اجتماع عظیم تھا----- ذکر واذکار جاری تھا----- اسی دوران سیدِ انس وجان تشریف فرما ہوئے----- اور فرمایا----- مَا اجلسکم----- اے میرے اصحاب یہ بزم کس کیلئے منعقد ہے----- اصحاب نے عرض کیا۔ ہم اللہ تعالیٰ اور اُسکی حمد وثنا کرنے بیٹھے ہیں----- کیونکہ اس نے ہمیں اپنے دِین کی ہدایت دی اور آپ کو بھیج کر ہم پر بڑا احسان فرمایا----- آقا کریم ﷺ نے فرمایا-----

ان الله يباهي بكم الملائكة.[2]----- تمہارے اِس عمل پر اللہ رب العزت فرشتوں کے سامنے فخر کا اظہار فرما رہا ہے۔

---

[1] الشمامة العنبريه ص ۵ [2] مسند احمد بن حنبل ۴/۹۲

صبح کرتے ہیں ،شام کرتے ہیں ، ذکرِ خیرُ الانام کرتے ہیں
لب پہ نغمے ثنائے حضرت کے ، ہم سجا کر کلام کرتے ہیں
باندھ کر ہاتھ بزمِ جاناں میں ، اھلسنت قیام کرتے ہیں
اُن کے صدقے حیات پائی ہے،قلب وجاں انکے نام کرتے ہیں

بارگاہِ ایزدی میں دُعا ہے------ کہ ہمیں ذکرِ میلادِ رسول کریمؐ----- کی برکات وحسنات سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے----- اور اِس کتاب کو ہمارے لئے توشۂ آخرت بنائے۔

آمین بحرمتِ سیّدالمرسلین

نیازمند

صفدر رضا قادری

☆☆☆

تعارف مؤلّف

شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن حجر ------ آپ کے اجداد میں سے علی نامی بزرگ جنہوں نے خاموشی کو اپنے اوپر لازم کر لیا تھا------ جس کی وجہ سے حجر نام سے مشہور ہوئے------ آپ اپنی محلّی نسبت سے ھیتمی ہیں------ بنی سعد کی نسبت سے سعدی ہیں------ انصار کی نسبت سے انصاری ہیں------ اور مسلک کی نسبت سے شافعی ہیں------

پیدائش

ابن حجر مکیؒ مصر کی------ غربی ریاست------ محلّہ ابی الھیتم ۹۰۹ھ ماہِ رجب میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں والد کا انتقال ہو گیا------ دو کامل اماموں------ یعنی شمس الدین بن ابی الحمایل اور شمس الدین الشناوی نے آپ کی کفالت فرمائی------ ابتدائی علوم احمد البدوی کے مدرسہ میں حاصل کیے------ بچپن ہی میں قرآن حفظ کر لیا۔ پھر ۹۲۴ھ کو تحصیل علوم کیلئے جامعۃ الازھر میں داخلہ لیا------

شیوخ واساتذہ

آپ کے شیوخ میں شیخ الاسلام القاضی زکریا------ الشیخ عبدالحق المسنباطی ------ شیخ شمس المھدی------ الشیخ الشمس السمھودی۔ شیخ لامین الغمری------ شیخ شہاب الرملی------ شیخ ابی الحسن البکری------ شیخ شمس اللقانی المفیر وطی------ شیخ

شہاب بن النجارالحنبلی ------شیخ شہاب بن الصائغ اورایک جماعت شامل ہے۔جن سے آپ نے اخذ کیا --------ابھی آپ کی عمر بیس سال نہیں تھی کہ آپ کو تدریس اور فتویٰ کی اجازت دے دی گئی۔آپ نے علومِ کثیرہ میں دسترس حاصل کی۔جیسے علمِ تفسیر -----علمِ الحدیث ------علمِ الکلام ------علمِ الفقہ ------علم الفرائض والحساب------علم الصرف والنحو ------علم المعانی و البیان------علم المنطق------آپ نے ۹۳۳ھ میں حج کیا۔اور کچھ عرصہ مکہ میں گزارے۔اور مجاورت کی سعادت حاصل کی اس کے بعد پھر مصر واپس لوٹ آئے۔

آپ سے شیخ برھان بن احدب نے اخذ کیا-----ابن العماد نے الشذرات ۸/۱۷۳ میں کہا۔آپ خاتمۃ العلماء اور شیخ الاسلام ہیں اور آپ امام الحرمین ہیں۔

وفات

آپؒ کی وفات ماہِ رجب میں سن ۹۷۳ھ مکہ میں ہوئی اور آپ کو طبریوں کی زمین یعنی قبرستان میں دفن کیا گیا۔مولّفؒ نے ۶۴ سال زندگی کے گزارے------اور مختلف علوم میں ایک ذخیرہ تصنیفات کا چھوڑا------جن میں سے کچھ کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

تصنیفات

۱: الزواجرفی معرفة الکبائر

۲: الصواعق المحرقة علی اهل الاهواء والزندقة

۳: زوائد سنن ابن ماجه

۴: الفتاوی الحدیثیة

۵: الفتاوی الفقهیة

٦: فتح الاله شرح المشکاة

٧: فتح الجودعلی شرح الارشاد الفروع

٨: فتح المبین شرح الاربعین

٩: الفضائل الکاملة لذوی الولاة العاملة

١٠: الفقه الجلی فی الردعلی الحلی

١١: القول المختصرفی علامات المهدی المنتظر

١٢: القول الجلی فی خفض العقلی

١٣: قرة العینین فی ان التبرع لایبطله الدین

١٤: الاعلام بقواطع الاسلام

١٥: کف الرعاع عن محرمات اللهو السماع

١٦: مبلغ الارب فی فضائل العرب

١٧: المناهل العذبة فی اصلاح ماهی من الکعبة

١٨: معدن الیواقیت الملحقة فی مناقب الائمة الاربعة

١٩: التحف العلیة فی الخطب الحجریة

٢٠: المنح المکیة شرح الهمذیة

٢١: اتحاف اهل الاسلام بخصوصیات الصیام

٢٢: اربعین عدلیة

٢٣: اسعاف الابرار شرح مشکاة الانوار

٢٤: اسنی المطالب فی صلة الاقارب

۲۵: اتمام النعمة الکبری علی العالم بمولدسیدولدآدم

۲۶: تحفة الزوار الی قبرالمختار

۲۷: تحریرالکلام فی القیام عند ذکر مولد سیدالانام

۲۸: تحریرالمقال فی اداب واحکام یحتاج الیھامودبوالاطفال

۲۹: تحزیرالثقات من اکل الکفتة والفات

۳۰: تطھیرالجنان واللسان من الخوض والتفوہ بثلب معاویة بن ابی سفیان

۳۱: تلخیص الاصرارفی حکم الطلاق

۳۲: تنبیة الاخیارعن معضلات وقعت فی کتاب الوظائف واذکار الاذکار

۳۳: الخیرات الحسان فی مناقب ابی حنیفة النعمان

۳۴: الدرالمنضودفی الصلاة والسلام علی صاحب المقام المحمود

۳۵: دررالغمامة فی درالطیلسان والعذبة والعمامة

۳۶: المنھج القویم فی مسائل التعلیم

۳۷: شرح قطعة من الفیة بن مالک

۳۸: شرح المنھاج

۳۹: شرح مختصر ابی الحسن الکبری فی الفقه

۴۰: شرح مختصر الروض

۴۱: الاحکام فی قواطع الاسلام

۴۲: ارشاد اهل الفن و الاناقة فیماجاء فی الصدقة و الضیافة

۴۳: :تطهیر العیبة من دنس الغیبة

۴۵ : الجوهر المنظم فی زیارة قبر النبی المکرم

۴۶: نصحیة الملوک

۴۷: الایعاب شرح العباب

وانظر ترجمته مفصلته فی کل من

زیرِ نظر کتاب کا ذکر ڈاکٹر صلاح الدین نے اپنی کتاب "معجم ماالف عن رسول اللہ" میں صفحہ نمبر ۲۹ میں کیا اس کتاب کا مخطوطی نسخہ دار لکتب الظاهریة دمشق میں موجود ہے۔ چنانچہ اس کتاب کو ابن حجر مکی کی وفات کے بعد چھپوایا گیا۔

☆☆☆

کتاب کی ابتداء

تمام تعریفیں اللہ ربّ العزت کیلئے ہیں۔ کہ جس نے اس عالم کو اولادِ آدم کے سیّد و سردار حضرت محمد مصطفےٰ ؐ کے میلاد شریف کے ذریعہ سے شرف بخشا۔ اور تمام انبیاء و مرسلین اور ملائکہ مقربین کی سعادت کو آپ کے واسطہ سے مکمل فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ ؐ کی ذاتِ اقدس میں جملہ کمالاتِ ظاہرہ و کمالاتِ باطنہ کو جمع کیا------ اور آپ ؐ کی ذاتِ ستودہ صفات کو دنیا و آخرت میں اُن سب کیلئے مددگار بنایا------ اور سب پر فضیلت دے کر اُن کا امام و پیشوا بنایا۔

اور آپ ؐ کی ذات پر شریعتِ بیضا و شریعت واضحہ کو ختم فرمایا------ اور شریعت بیضا کو نفخ صور اسرافیل تک ہر قسم کی تبدیلی اور تحریف سے مامون و محفوظ رکھا------ پس یہ شریعت بیضا تمام شرائع سے افضل اور بہتر ہے------ جس طرح آپ ؐ کی اُمت تمام اُمتوں سے افضل اور بہتر ہے------ اس لئے آپ ؐ ہی کی ذات کے ذریعے سے اس میں جملہ کُتب مُنزلہ کے اسرار و معارف اور احکامات جمع فرمائے ------ اور اس کو کمالات مُفصّلہ اور کمالات مُجملہ نے تمام پر فوقیت دی------ وہ کس طرح------ کہ فضل و احسان کرنے والے نے------ اس کے وصول پر آپ ؐ کو فضیلت دی۔ چنانچہ اُس نے اس کی جملہ مدحت اور اسکی بعض شرح کی

طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَافَرَّطْنَا فِیُ الْکِتَابِ مِنْ شَیْئٍ.

ہم نے لکھنے میں کوئی چیز نہیں چھوڑی

اور اُس کے بعد آپؐ کو ساٹھ ہزار معجزات عطا فرمائے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی اطلاع سے آپؐ کے علم میں ہے ------اس میں بہت سارے علوم و مسائل ہیں------اور ہمارے آقا و مولا علیہ الصلوۃ والسّلام کی تعظیم کو مختلف انواع سے بلند کیا۔اور آپؐ کو فصاحت عطا فرمائی------اور آپؐ کے کمال و قدر و منزلت کو بلند کیا------اور تعریف و کمالات کے مختلف انواع سے آپکو خطاب فرمایا۔اور اُن مقامات و خصوصیات جن تک آپؐ پہنچے۔اُن کی اُمت کو اطلاع فرمائی جو آپؐ کی کُنہِ اعظم کو محیط نہیں------سوائے اس کے کہ آپ کو ایسی فضیلت حاصل ہوئی۔کہ مخلوق میں کوئی اُس تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔اور آپؐ کے مزایا و حقوق کو کوئی کامل چھو نہیں سکتا------اُن میں سے ایک خطابِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔

یٰاَیُّھَاالنَّبِیُّ اِنَّااَرْسَلْنٰاکَ شَاھِدً وَّ مُبَشِّرًاوَّنَذِیْرًا.
وَّدَاعِیًااِلٰی اللہِ بِاِذْنِہ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا.
وَبَشِّرِالْمُوْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِنَ اللہِ فَضْلًا کَبِیْرًا.
وَلَاتُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَدَعْ اَذٰھُمْ
وَتَوَکَّلْ عَلَی اللہِ وَکَفٰی بِااللہِ وَکِیْلاً.

(سورۃ احزاب آیت ۴۸)

ترجمہ:
اے نبیؐ ------ ہم نے آپ کو گواہ اور خوشخبری سُنانے والا اور ڈرانے والا ------ اور اللہ کی طرف سے اُس کے حکم سے بُلانے والا اور چمکتا ہوا چراغ بنا کر بھیجا ------ اور ایمان والوں کو خوشخبری سُنا دیجئے ------ کہ اللہ کی طرف سے اُن کیلئے بڑا فضل ہے ------ اور کافروں اور منافقوں کا کہنا مت مانیے ------ اور چھوڑ دیجئے ------ اُن کا ستانا اور بھروسہ کیجئے ------ اللہ پر اور اللہ ہی کام بنانے والا ہے۔

نبی کی نعت سن کر مضطرب دل شاد ہوتا ہے
ہے سچی بات کہ دل کا جہاں آباد ہوتا ہے
نبی کے نام لیوا ہی سدا مسرور رہتے ہیں
ہیں بدقسمت جو ذکرِ مصطفےؐ سے دور رہتے ہیں

☆☆☆

سابقہ رسولوں پر۔۔۔آقا علیہ السّلام کی فضلیت

اللہ تعالےٰ سبحانہ نے اپنے محبوب کریم کو تمام رسولوں پر گواہ بنا کر اُنکو عزت بخشی------ گواہی اس بات پر کہ اللہ تعالےٰ نے جو احکامات اپنی وحی کے ذریعے اُن رسولوں کو دیے------وہ انہوں نے تمام کے تمام اپنی اُمتوں تک پہنچا دیے ہیں------اور آپؐ کو گواہ اس لیے بنایا------ تا کہ تمام مرسلین آپ کی اتباع کرنے والے اور آپؐ کے خلفاء شمار ہوں------ جیسا کہ اس کا اِشارہ اللہ تعالےٰ کے اِس قول میں ہے:

وَاِذْ اَخَذَاللہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَا اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتَابٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ______اَیْ مُحَمَّدٌ.

ترجمہ: اور جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا------جب دے چکوں تم کو کتاب وحکمت اور پھر آئے تمہارے پاس میرا رسولؐ------یعنی محمدؐ

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ__اَیْ عَھْدِیْ__قَالُوْا اَقْرَرْنَا. قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ. (سورۃ آل عمران)

ترجمہ:

جو تمہارے پاس ہے اُس کی تصدیق کرتا ہوا------ تو اُس رسولؐ پر ایمان لاؤ گے ------ اور اُسکی مدد کرو گے۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا عہد قبول کیا۔ بولے ہم نے اقرار کیا ------ اور فرمایا تو اب گواہ رہو اور میں تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ مقامِ اعظم ہمارے آقا نبی کریمؐ پر ختم فرمایا------ اس قول کے ساتھ ______ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ.

تا کہ آپؐ کے عظیم شرف اور عظیم مرتبہ ------ اور یہ کہ آپ متبوع ہیں اور تمام مرسلین آپؐ کے تابع ہیں۔ کی ہم کو تعلیم دے۔

مطلوب و مقصود آپؐ ہی کی ذات ہے ------ اور مرسلینؑ آپؐ کے پیچھے آنے والے ہیں------ اور آپؐ کا ظہورِ حسّی اس عالم میں سب مرسلین کے آخر پر ہوا۔ تا کہ آپؐ سب مرسلینؑ کو پالیں۔ اور وہ کمالات جو باقی ہیں------ اُن کمالات کا آپؐ پر اتمام ہو۔ اور آپ اُن تمام فضائل جو سابقہ ابنیاء کو عطا ہوئے------ اور وہ جو باقی ہیں ------ کے درجۂ کمال کے ساتھ جامع ہوں جیسا کہ اللہ کا قول اس بات پر دلالت کرتا ہے۔

فَبِهُدَا هُمُ اقْتَدِه------ سو چل اُن کے طریقہ پر

یہ قول دلیل ہے------ کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کا کوئی کمال وہدایت معجزہ و خصوصیت ایسی نہیں ہے۔ جو کمال و ترقی کے ساتھ آپؐ میں موجود نہ ہو جلالت

اور اعداء پر قہر سب سے زیادہ آپؐ کو عطا ہوا۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا------ تو آپؐ کے حمل کے وقت اور آپؐ کی ولادت کے وقت------ اور ایام رضاعت و ایام تربیت کے وقت خارق العادت اُمور اور عجائبات کا ظہور نہ ہوتا میں نے اِن تمام اُمور اور عجائبات کا تذکرہ اپنی کتاب میں جمع کر دیا------ اُس کتاب کا نام "النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سیّد ولد آدم" رکھا------ اور ایسی اسانید کے ساتھ ذکر کیا------ جن کو آئمہ سنن اور آئمہ حدیث نے نقل فرمایا------ جو اسلاف اور اخلاف کی نظر میں حفظ------ ایقان------ اور جلالت و برھان کے اعتبار سے محفوظ ہیں------ اور ایسے آئمہ جو واضعین کی من گھڑت اور ملحدین یعنی بے دین------ اور مفترین کے بہتان سے محفوظ ہیں۔

نہ کہ اُن اکثر موالید کی طرح جو عام لوگوں کے پاس ہیں اُن میں کثرت کے ساتھ من گھڑت اور جھوٹی اور اپنی طرف سے بنائی ہوئی باتیں ہیں۔

لیکن اُس کتاب میں بہت پھیلاؤ تھا۔ جس کو ایک نشست میں نہیں پڑھا جا سکتا تھا۔ اس لیے میں نے اُسے یہاں اسانید اور غرائب کو حذف کر کے مختصر کیا ہے اور میں نے متابع اور مشاھد پر اکتفا کیا۔ تا کہ مادحین کے لیے آسانی ہو جائے------ اور اس ارادہ سے کہ مادحین کو اس کے ذریعے جناب محمد مصطفےٰ ﷺ کے مقام رفیع اور آپ کی واسع و عریض اور منیع ذات کے خصائص و کرامات کی معرفت حاصل ہو جائے تا کہ وہ اس کے ذریعہ سے محبت کرنے والوں کی لڑی میں پرو دیے جائیں------ اور میں نے اسکا افتتاح اس آیت سے کیا------ جو مقصود کی مناسبت سے ہے جو اُس مولودؐ کے شرف کی بلندی پر دلالت کرتی ہے------ اور وہ آیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے فرمایا:

لَقَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَااِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔

ترجمہ:

’’آیا ہے۔ تمہارے پاس رسول تم میں سے، بھاری ہے اُس پر جو تم کو تکلیف پہنچے حریص ہے تمہاری بھلائی پر ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہے۔ پھر بھی اگر منہ پھیریں تو کہہ دے کہ کافی ہے مجھ کو اللہ نہیں کوئی معبود سوائے اُسکے اُسی پر میں نے بھروسہ کیا-----اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا۔

کمال تر ہے زمانے سے ہر کمالِ رسولؐ
نہیں ہے خلق خدا میں کوئی مثالِ رسولؐ
نبی کا نور ہے۔ تاروں میں چاند میں تاباں
جلالِ مہر میں رخشندہ ہے جلالِ رسولؐ

☆☆☆

حدیثِ شفاعت

رسول اللہؐ ------ اولین و آخرین ------ ملائکہ مقربین اور جمیع خلائق کے سیّد و سردار ہیں ------ آپؐ حبیب ربّ العلمین ہیں ------ آپؐ تمام رسولوں میں اکمل ------ اور ساری مخلوق سے افضل ہیں ------ اللہ تعالٰی نے آپؐ کو روزِ قیامت شفاعتِ عظمیٰ سے مخصوص فرمایا ------ اور تمام عالمین کیلیئے چاہے۔ جن ہوں یا انسان یا فرشتے ------ تمام اگلوں پچھلوں کیلیئے آپؐ کو رسالتِ عامہ پر مامور فرمایا ------ آپؐ صاحبِ لواء الحمد ہیں ------ اور آپؐ ہی صاحبِ حوضِ کوثر ہیں ------ اور آپؐ ہی مقام محمود پر مامور ہونگے ------ جہاں اولین و آخرین آپؐ کی حمد اور تعریف کریں گے۔

روزِ قیامت تمام انبیاء و مرسلین اور ملائکہ مقربین آپؐ کے وسیلہ کے محتاج ہونگے۔ اور آپؐ صاحبِ معجزات ------ صاحبِ کرامات ظاہرہ اور صاحبِ کرامات باطنہ ہیں۔ آپؐ ہی صاحبِ محبتِ قویمہ اور آپؐ ہی حجتِ مستقیمہ ہیں ------ آپؐ کے اوصافِ جمیلہ کا احاطہ ناممکن ہے۔ ثریا کی بلندی آپؐ کی بلندیوں کو چھو نہیں سکتی۔ اور اللہ تعالٰی نے آپکو محبت ------ خُلّت ------ قُرب ------ اِحاطہ اور جہتِ منزلہ کے ساتھ منتخب فرمالیا ہے۔ اور آپؐ ہی کو معراج کیلیئے منتخب فرمایا۔ جس میں

عجائب وغرائب پر آپؐ کو اطلاع فرمائی گئی------اور آپؐ کو معراج میں آتے جاتے فضائل اور اختصاص عنایت فرمائے ۔آپؐ کو بیت المقدس میں انبیاء علیہم السّلام کی امامت کیلئے منتخب فرمایا۔اور اولین وآخرین کا سیّد وسردار------اور مددگار ہونے کا اعلان فرمایا۔اور آپؐ کو اور آپؐ کی اُمت کو آپؐ پر اور اُمت کو تمام انبیاء کی اُمتوں پر شہادت کے ساتھ مختص اور منتخب فرمایا۔اس بات پر گواہ بنایا کہ تمام ابنیاء نے اپنی اُمتوں تک وہ امور اور احکامات پہنچادیے ہیں------جو اللہ نے وحی کے ذریعے اُن کو بتائے ۔اور آپؐ کو لواء الحمد------وسیلہ------بشارت نزارت------ہدایت امامت اور عالمین کیلئے رحمت کے ساتھ منتخب فرمایا۔اور اللہ تعالیٰ آپؐ کو اتنا عطا کرے گا۔کہ آپؐ راضی ہوجائیں گے------پس قیامت کے دن آپؐ اپنے ربّ سے کہیں گے۔اے ربّ میں اُس وقت تک راضی نہیں ہونگا جب تک جہنم میں میری اُمت کا ایک فرد بھی باقی ہے۔پس اللہ تعالیٰ آپ کی اُمت کے تمام افراد کو جہنم سے نکال لے گا------اور اُن کو اتقیا اور ابراروں کے سرداروں کے ساتھ ملحق کردے گا۔اور آپؐ کو اِتمام نعمت------اور تمام امدادات کی تفویض کے ساتھ منتخب فرمایا۔آپؐ کو شرحِ صدر اور رفعِ ذکر کے ساتھ منتخب فرمایا۔پس اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا۔مگر ذکرِ حبیبؐ کے ساتھ۔آپؐ کو دعوت وسوال کی قبولیت کے ساتھ منتخب فرمایا۔آپؐ اور آپکی اُمت پر نزول سکینہ------تائیدِ ملائکہ اور ایک ماہ کی مسافت کے رُعب سے نُصرت کے غلبہ کے ساتھ منتخب فرمایا۔

بالخصوص آپؐ نے اپنی اُمت کیلئے اِک دُعا کو اپنے پاس محفوظ رکھا۔جس دن اس اُمت کو سوائے اس دُعا کے کوئی چیز نفع نہ دے گی۔اور نہ اِس دُعا کے علاوہ اُن

کو کوئی بھلائی پہنچے گی------اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو آپؐ کی زندگی کی قسم------اور سورج کے غروب ہونے کے بعد اُسکے پلٹنے------اور آپؐ کیلئے اشیاء کو منقلب کرنے کے ساتھ منتخب فرمایا۔اور آپؐ کو مغیبات پر اطلاع------- حتی کہ قیامت تک جو کچھ واقع ہونے والا ہے کے ساتھ منتخب فرمایا---------اور آپؐ کو اللہ تعالیٰ----اور جمیع ملائکہ جن کی کثرت کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا----اور تمام اماکن وازمنہ میں اُمت کی طرف سے دوامِ صلاۃ کے ساتھ منتخب فرمایا آپؐ اور ------آپکی اھلبیتؓ اور آپؐ کے خلفاءؓ-----اور آپؐ کے آلؓ واصحابؓ اور اُنکی اتباع بالاحسان کرنے والوں اور اُن کے علاوہ جن کا حصر اور استعیاب کی غایت یہاں ضروری نہیں-----کے توسّل اور وسیلہ کو اجابت کے ساتھ منتخب فرمایا۔

خالقِ اکبر کی ہے یہ مہربانی آپؐ پر
کی فدا انوار کی اک اک نشانی آپؐ پر
حُسن کی ، گفتار کی ، رفتار کی
اعجاز کی ختم ہو جاتی ہے آ کر کہانی آپؐ پر
گونجے ہیں دو جہاں میں بس ترانے آپکے
ہر گھڑی کرتی ہے فطرت گلفشانی آپؐ پر
مومنوں کی صف میں کیسے حشر میں ہونگے شمار
جو فقط ایمان لائے ہیں زبانی آپؐ پر

☆☆☆

نسب شریف

ابولقاسم محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ھاشم بن عبدمناف بن غالب بن قصی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوٴی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر ------ قریش شجرہ کو ''نضر'' پر منتھی کرتے ------ لیکن اکثریت عدنان تک بیان کرتی ------ یعنی فھر بن کنانہ بن خذیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ------ عدنان تک سب علماء کا اتفاق ہے ------ اور عدنان سے اوپر مختلف اقوال ہیں ------ جن میں تضاد اور تباین ہے ------ جو صحیح طور پر ثابت نہیں ------ اس لئے اس میں غور وفکر کرنا مناسب نہیں۔ صاحبِ مسندِ فردوس یعنی امام دیلمیؒ نے اپنی مُسند میں اس پر حدیث بیان کی ہے لیکن زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ قول ابن مسعودؓ ہے۔

اس قول سے حکمِ مرفوع ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ کسی کی رائے اسکی مثل نہیں بن سکتی۔ چنانچہ جب آپؐ عدنان تک پہنچتے ------ تو خاموشی اختیار فرماتے یعنی عدنان سے اوپر تجاوز نہ فرماتے ------ اور آپؐ فرماتے ------ اس سے اوپر نساب نے جھوٹ بولا ہے ------ اللہ تعالےٰ کا قول ہے ------ وَقُرُوْناً بَیْنَ ذٰلِکَ کَثِیراً ------ اُن کے درمیان بہت سی جماعتیں ہیں۔

عبداللہ ابن عباسؓ کا قول ہے ------اگر اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو اُن کا علم دینا چاہا----تو آپؐ کو ضرور دیا۔

☆☆☆

شجرہ عدنان تک کیوں؟

وضاحت:

سرکار ﷺ -----اپنا شجرہ شریف بیان کرتے وقت عدنان پر رُک جاتے اور اِس سے اوپر خاموشی اختیار فرماتے ۔اِس میں اِک بہت بڑی حکمت پوشیدہ تھی چونکہ نسابین عدنان سے اُوپر شجرہ پاک کے ناموں میں مختلف تھے۔اور یہ اختلاف اُن کی دروغ گوئی اور کذب بیانی کی وجہ سے ہوا۔جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا۔جس کا نتیجہ یہ ہوا------ کہ عدنان سے اُوپر اختلاف کی وجہ سے لوگوں کی زبانوں پر مختلف ناموں کی وجہ سے اس شجرۃ الذھب کی حُرمت پامال ہو رہی تھی ۔جو ایک سنگین جرم تھا۔کیونکہ ہر انسان اُسی کا بیٹا ہوتا ہے۔جس کے بستر پر وہ آتا ہے۔لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔کہ آخر اِس شجرہ میں کذب بیانی کی ضرورت کیوں پیش آئی------تو اِس کا جواب یہ ہے------ کہ اللہ تعالےٰ نے نسبِ رسولؐ کو جاہلیت کی ہر برائی اور خرابی سے محفوظ رکھا۔اور حاملانِ نور مصطفےٰؐ سے عہد لیا گیا------اور اُن میں وصایت کا قانون جاری کیا گیا۔اللہ تعالےٰ نے انساب عالم میں سب سے زیادہ عزت وفضیلت اس نسب کو عطا فرمائی۔جس کی وجہ سے حاسدین نے حسد کی وجہ سے اس شجرہ کے

ناموں کو خلط ملط کیا۔ اور دروغ گوئی اور کذب بیانی سے حسد کی آگ کو ٹھنڈا کیا۔ لہٰذا اِس سنگین جرم کو روکنے کیلئے --------- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شجرہ عدنان تک پڑھا ------ جہاں تک سب کا اتفاق تھا ------ اِس سے یہ مطلب اخذ کرنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ التسلیم کو عدنان سے اُوپر شجرہ کا علم نہیں تھا۔ ناروا نعوذ باللہ ------ اور نامشروع ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ حضرت آدمؑ کے علم کے متعلق فرماتا ہے۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا

کہ اُس نے آدم علیہ السلام کو کل جہاں کے نام تعلیم کر دیے اور اپنے محبوبؐ کیلئے ارشاد فرمایا:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ
وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا

تو یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس تو ساری کائنات کے ناموں کا علم ہو اور جو ہستی وجۂ ایجاد و بقا ہے اور جس پر اللہ نے فضل عظیم فرمایا ہے اُس کو عدنان سے اُوپر ناموں کا علم نہ ہو۔ پورے عالم میں جتنی حفاظت اِس شجرۂ نور کی ہوئی۔ کسی کی نہیں ہوئی۔ حضورؐ کا شجرہ پاک موصول ہے۔ مقطوع نہیں جس دِن جُملہ انساب منقطع ہو جائیں گے۔ اُس دِن حضورؐ کا نسب مبارک قائم رہے گا۔ اور نفع بخش ہوگا۔

چنانچہ آج بھی نسبِ رسولؐ میں شجرہ کو محفوظ کرنے کا جتنا اہتمام ہے۔ کسی میں نہیں ------ اور میں نے پاکستان کے معروف علمی وفکری سادات کرام کے پاس موجود شجروں کا مشاہدہ کیا ہے۔ جن میں سرکارؐ سے اُوپر حضرت آدمؑ تک ------ اور

سرکارؐ کے بعد سے لیکر آج تک کے نام درج ہیں۔ جن کو بڑی احتیاط اور حفاظت کے ساتھ نسل در نسل منتقل کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور بعض ساداتِ کرام سے تو میں نے زبانی سارا شجرہ پاک سماعت کیا جو سینہ بسینہ چلا آرہا ہے۔

☆☆☆

اِسمِ عبدالمطّلب

وضاحت:

حضرت عبدالمطّلب کا اصل نام "شیبۃ الحمد" تھا۔ شیبہ کے معنی سفیدی ہے۔ آپ کا یہ نام اس لئے رکھا گیا۔ کہ آپ کے بالوں میں پیدائشی طور پر سفیدی تھی۔ آپ کے والد کا نام ھاشم اور چچا کا نام مطلب تھا۔ عبدالمطلب کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ آپ کے والد ھاشم کا نکاح یثرب میں ہوا۔ اور عبدالمطّلب کی ولادت یثرب میں ہوئی۔ حضرت ھاشم مکہ میں تھے۔ کہ وفات کا وقت قریب آ گیا۔ چنانچہ آپ نے اپنے بھائی مطلب کو اپنے پاس بلایا۔ اور کہا کہ یثرب میں جاؤ------ اور وہاں سے اپنے بھتیجے کو لے آؤ چنانچہ مطّلب جب یثرب پہنچے۔ تو دیکھا کہ کچھ بچے تیر اندازی کررہے ہیں اُن بچوں میں سے ایک بچے نے جتنے تیر مارے وہ نشانے پر لگے۔ اور کوئی نشانہ خطا نہ ہوا۔۔۔ وہ بچہ دوسرے بچوں کو خوش ہو کر کہنے لگا۔ میرا نشانہ خطا کیوں ہو------ میں ھاشم کا بیٹا ہوں۔ مطّلب نے اپنے بھتیجے کو پہچان لیا جب مطلب اپنے

بھتیجے کو یثرب واپس لائے۔تو بچے کے بدن پر جو لباس تھا۔وہ میلا کچیلا تھا۔چنانچہ لوگوں نے دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔مطّلب یہ بچہ کون ہے۔تو مطّلب نے جواب دیا۔یہ عبدالمطّلب ہے۔اس کے بعد شیبہ ------ عبدالمطّلب کے نام سے مشہور ہو گئے۔[1]

☆☆☆

طہارتِ نسب

وضاحت:

آپؐ کے آباؤ اجداد ------ سب مومنین اور ساجدین تھے ------ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے ------ وتقلبک فی الساجدین ------ اور آپؐ کا سجدہ کرنے والوں میں منتقل ہونا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے ------ کہ نبی مکرمؐ نے ارشاد فرمایا ------ میری ولادت میں دورِ جاہلیت کی ------ زنا کاری کا کوئی دخل نہیں ------ میری ولادت اسلام کے طریقۂ نکاح کے مطابق ہوئی۔

ابن عسا کر نے کہا ------ اس سے مراد نبی کریمؐ کی پانچ سو مائیں ------ دادیاں ------ نانیاں سب شامل ہے۔

امام ابونعیم اصفہانی نے ابن عباسؓ کی مرفوع روایت نقل کی۔کہ نبی کریمؐ نے فرمایا:

"میرے ماں ---------- باپ کبھی بھی جاہلیت کے طریقے پر ایک دوسرے

---

[1] کتب سیرت

سے نہیں ملے ------اور اللہ تعالٰے نے مجھے ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل فرمایا--------جو صاف -------- ستھرے اور مہذب تھے ۔جب بھی دوشاخیں بنیں------میں اُن میں سے سب سے بہتر شاخ میں ہوا۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ بنی کریمؐ نے جب یہ آیت پڑھی:

لَقَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِکُمْ

تو فرمایا------میں نسبی طور پر سسرالی رشتہ اور حسب کے اعتبار سے تم سب سے زیادہ نفیس ہوں۔ میرے آباءواجداد میں حضرت آدم سے اب تک کہیں بھی زنا نہیں سب نکاح سے پیدا ہوئے۔

بنی کریمؐ نے فرمایا------ بے شک اللہ تعالٰے نے مخلوق کو پیدا فرمایا۔تو مجھے اُن کے بہترین گروہ میں رکھا۔ اور دوگروہوں میں سے بہتر قبیلے میں رکھا۔پھر گھروں کو شرافت میں منتخب کیا۔تو مجھے سب سے بہتر گھر میں رکھا------پس میں ذات اور گھر کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوں۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا:''میں نے زمین کے مشرق اور مغرب کو چھان مارا۔پس مجھے حضرت محمدﷺ سے افضل کوئی بھی دکھائی نہیں دیا۔اور نہ ہی بنی ھاشم سے افضل کسی کی اولاد کو دیکھا۔''[1]

---

[1] ماخوذاز: المواھب اللدنیہ

حقیقتِ محمدیہؐ

ہے وَرا اِدراک سے شانِ رسالت آپؐ کی
ہے خرد کی پہنچ سے باہر حقیقت آپؐ کی
آپ کے نام گرامی کے ہیں چرچے چارسُو
فرش سے تالامکاں کس کی حکومت آپؐ کی

جان لو----- کہ اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو سبقتِ نبوت کا شرف بخشا۔اور جب اللہ تعالےٰ نے خلق کو ایجاد کرنے کا ارادہ فرمایا تو مخلوق کے وجود سے پہلے۔ حقیقتِ محمدیہ کو ظاہر فرمایا۔اُس کے بعد سارے عالم کو پیدا کیا۔آپؐ کی حقیقت کو ظاہر فرما کر آپؐ کو اپنی نبوت کی سبقت کا علم دیا۔اور اپنی رسالتِ عظیم کی آپؐ کو خوشخبری دی ۔یہ سب کچھ اُس وقت ہوا جب آدمؑ کا وجود نہ تھا۔پھر اس کے بعد اس حقیقت سے ارواح کے چشمے پھوٹے تو ملاءِ علیٰ یعنی بلند مرتبہ فرشتوں میں آپؐ کی حقیقت کو ظاہر فرمایا۔

وضاحت:

کتابِ فطرت کے سرِ ورق جو نام احمد رقم نہ ہوتا
نقشِ ہستی اُبھر نہ سکتا وجودِ لوح و قلم نہ ہوتا

عالم ازل میں جو تجلّی ذاتِ حق نے فرمائی۔اس وقت کسی وجود کی کوئی صورت موجود نہ تھی۔اور اِس تجلّی سے جو صورت وجود میں آئی۔وہ مکمل طور پر تمام اسرارِ علوم کی جامع اور اپنے مماثل۔سے بے مثل تھی۔اور اس صورتِ معلومہ کو تعینِ اوّل یا حقیقت محمدیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔تمام موجودات کے حقائق اِسی حقیقتِ محمدیہ کے پرتو------یا جزء ہیں۔

آپ کی ذاتِ اقدس وجودِ باری تعالیٰ کی شاہدِ اوّل ہے۔جس نے مشاہدۂ شہود اور جمال نمائی۔کے چہرہ سے نقاب کھینچی------اس پہلی دُلہن کی طرح جو خلوت خانہ سے فضائے عالم میں ظہور پذیر ہوئی ہو------یوں کہیں کہ ''کُن فیکون'' کی پُرکار سے پہلا نقطہ جو صفحۂ وجود پر ثبت ہوا------اور باغبانِ ایجاد نے باغستانِ ایجاد میں رُشد و ہدایت کے طبق پر مشاقانِ عرصہ کون و فساد کو جلوہ دکھایا وہ نورِ پُرسرور------باعثِ تخلیق عالم ہمارے آقا کریمؐ کا ہے۔

نورِ محمدیؐ تمام موجودات سے نو لاکھ سال پہلے تخلیق کیا گیا۔اور قدرت نے اِس کیلئے قُربِ الٰہی میں مناسب مقام متعیّن کیا تھا۔اور وہ نور حسبِ مشیّتِ ایزدی اس بساط عالم کے گرد مصروف طواف تھا------اور ایک مدّت تک عالمِ غیب میں یہ سلسلہ جاری وساری رہا۔اس کے بعد بارگاہ ربّ الارباب سے سجدے کا حُکم مِلا۔اور تین لاکھ سال اِس جہاں کے جس کا ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہوتا ہے۔لیکن اُس جہاں کا ایک دن یہاں کے ایک ہزار سال کے برابر ہے------اس سجدہ میں مصروف رہا------جب خالقِ کائنات کی حکمت اس بات کی مقتضی ہوئی۔کہ اس بابرکت ذات کا ظہور اس خاکدانِ عالم سے کیا جائے۔تو اللہ تعالےٰ نے اِس نور سے

ایک جوہر پیدا فرمایا۔اور اس کو اپنی نظر قدرت سے نوازا۔حق تعالیٰ کی نظر ہیبت سے وہ جوہر پانی پانی ہوگیا۔اور ایک ہزار سال تک آنکھ کی پتلی کی طرح متحرک رہا۔اس کے بعد اِس جوہر کو دس حصوں میں تقسیم کیا۔

اس تقسیم کے پہلے حصہ سے عرش پیدا کیا۔عرش کی مسافت کا اندازہ اس طرح ہوسکتا ہے۔کہ اس کے چار لاکھ پائے بنائے اور ہر ایک پائے سے دوسرے تک فاصلہ چار لاکھ سال کی مدّت رکھی۔دوسرے حصہ سے قلم کو پیدا کیا۔جس کا طول پانچ سو سال کی راہ ہے۔اور عرض چالیس سال کی راہ ہے۔پھر اس نور کے تیسرے حصے سے لَوح کو پیدا کیا۔جس کے کنارے سُرخ یاقوت کے تھے۔اور اس کا عرض زمین سے آسمان تک کی مسافت کے مطابق مقرر فرمایا-----اور اس کے طول کا اندازہ نہیں------لَوح کا اعلیٰ حصہ عرشِ اعظم سے لگا ہوا ہے۔اور نچلا حصہ کو ایک فرشتہ نے تھاما ہوا ہے۔نور کے چھوتھے حصے سے چاند کو پیدا فرمایا-----اور پانچویں حصہ سے سورج کو پیدہ فرمایا۔چھٹے حصہ سے بہشت کو پیدا فرمایا۔ساتویں حصہ سے دن کو پیدا فرمایا۔آٹھویں حصہ سے ملائکہ کی تخلیق فرمائی۔نویں حصہ سے کُرسی کو بنایا۔پھر کُرسی کو تمام آسمانوں پر محیط کیا۔ساتوں آسمانوں اور زمینوں کو اسکے مد مقابل میدان میں ایک حلقہ کی شکل دیدی۔کُرسی کے دائیں بائیں جانب دس ہزار کرسیاں رکھیں۔اور ہر کرسی پر ایک فرشتہ کو متعین فرمایا۔جو کرسی پر بیٹھ کر آیت الکرسی کی تلاوت کرے۔اور اسکا ثواب مِلتِ اسلامیہ کے ہر اُس شخص کیلئے مقرر فرمایا۔جو آیت الکرسی کی تلاوت کرے۔اور دسویں حصہ سے وہ زرہٗ خاکی جس سے نور محمدیؐ کا جسم مبارک بنا-----پھر اس نور کو عرش اعظم کے دائیں جانب جگہ عطا فرمائی------اور اسکو چار

ہزار سال تک اپنی عبادت وریاضت میں مشغول رکھا۔ اللہ تعالےٰ حقیقتِ حال کو زیادہ بہتر جانتا ہے۔[1]

زمانے کے دلکش نظارے نہ ہوتے
کسی کو کسی کے سہارے نہ ہوتے
محبت نہ ہوتی ، عداوت نہ ہوتی
مصیبت نہ ہوتی ، یہ راحت نہ ہوتی
نہ ہوتی زمیں نہ ہوتا فلک بھی
نہ جن و بشر نہ حور و ملک بھی
خلیل و کلیم و صفی بھی نہ ہوتے
ولی بھی نہ ہوتے ، نبی بھی نہ ہوتے
فضا میں صدا لن ترانی نہ ہوتی
جہاں میں وفا کی کہانی نہ ہوتی
نہ یہ عرش و کرسی ، نہ یہ چاند تارے
نہ جنت نہ دوزخ نہ دریا نہ دھارے
جہاں میں کسی شے کا سایہ نہ ہوتا
جو رب نے محمدؐ بنایا نہ ہوتا

---

[1] معارج النبوۃ ار کن اول

تخلیقِ اروح

وضاحت:

جب نورِ محمدیؐ عالمِ ظہور میں آیا۔تو خالقِ کائنات نے اِس پر نظر رحمت ڈالی۔جس کے نتیجہ میں اس پر حیا غالب آئی۔اور اس سے حیا کے قطرے ٹپکے۔جس سے ارواحِ ابنیاء کو خالقِ عالم نے تخلیق فرمایا۔اور ابنیاء کی ارواحِ پَرتو سے اولیاء کو پیدا فرمایا اور اولیاء کرام کی ارواح سے عام مسلمانوں کی ارواح کی تخلیق ہوئی۔مومنین کی ارواح سے گنہگاروں کو پیدا فرمایا----- اور گنہگاروں سے کفّار و منافقین کی ارواح تخلیق ہوئیں-----اِسی طرح اصنافِ ارواحِ انسانی سے ارواحِ ملکی کو پیدا فرمایا۔اور ارواح ملکی سے ارواحِ اجنّہ کی تخلیق ہوئی-----اور ارواحِ اجنّہ سے ارواحِ شیاطین کو پیدا کیا گیا۔اور ارواحِ شیاطین سے مردودِ بارگاہ-----ابلیس اور اُسکی ذرّیت کی ارواح کی تخلیق کی گئی۔

اس کے بعد ملکوتیوں کے چند گروہ اور تمام موجودات ------نباتات ------زمینی دفینے مرکبات و مفردات کے عناصر کو پیدا فرمایا۔اس طرح تمام مکنوناتِ علوی و سفلی ملکی و ملکوتی------نورِ سیّد المرسلین کا پرتو ہیں۔[1]

---

[1] ایضاً

تنبیہ

موجوداتِ عالم سے کتنا عرصہ پہلے تخلیق نورِ محمدیؐ ہوئی------ مختلف روایات میں مختلف عرصہ کا ذکر ہے۔لہٰذا محققین کہتے ہیں۔۔ جن روایات میں چودہ ہزار سال سے کم عرصہ کا ذکر ہے------ اُن کی نفی کی جائے گی۔اور چودہ ہزار سال سے اوپر کی روایات میں شُبہ نہیں کیا جائے گا۔

☆☆☆

حجابات

وضاحت:

نورِ محمدیؐ کو بارہ حجابوں میں رکھا گیا۔جن کے نام یہ ہیں:

1 حجابِ قدرت	2 حجابِ عظمت	3 حجابِ منت
4 حجابِ رحمت	5 حجابِ سعادت	6 حجابِ کرامت
7 حجابِ منزلت	8 حجابِ ہدایت	9 حجابِ نبوت
10 حجابِ رفعت	11 حجابِ ہیبت	12 حجابِ شفاعت

اِن حجابات میں ہزاروں سال نورِ محمدیؐ مختلف تسبیحات میں مشغول رہا۔پھر اِن

حجابات سے باہر لا کر دس دریاؤں میں غسل دیا گیا۔ جن کے نام یہ ہیں:

1 دریائے شفاعت 2 دریائے رحمت 3 دریائے نصیحت

4 دریائے صبر و شکر 5 دریائے سخاوت 6 دریائے انابت

7 دریائے یقین 8 دریائے علم 9 دریائے قناعت

10 دریائے محبت

اِن دریاؤں میں مختلف اسماء الٰہیہ کا وظیفہ رہا۔ ہزاروں سالوں بعد ------ دسویں دریا میں ایک فرش پیدا فرمایا ------ جو ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے برابر تھا۔ اس میں بزرگی کے سات سو مقامات تخلیق فرمائے ------ اِن سات سو مقامات میں آخری مقام، مقامِ محبت مقرر ہوا ------ ہر مقام میں ایک ایک ہزار سال رکھنے کے بعد ------ جب اِن سات سو مقامات کا سفر مکمل ہوا ------ تو اُس وقت خطابِ الٰہی ہوا ------ اے میرے حبیب کے نور ------ میں کون ہوں ------ نورِ محمدیؐ نے جواب دیا ------ اے خالق کریم تُو میرا معبود ---- پیدا کرنے والا ------ پرورش فرمانے والا ------ روزی دہندہ ------ اور وہ ہستی جسکے اختیار میں موت و زیست ہے ------ جواب آیا ------ اے میرے حبیبؐ تم نے صحیح پہچانا ہے۔ اب اپنی شناخت کے مطابق میری پرستش کرو۔ تاکہ سب کو میرا تعارف حاصل ہو جائے۔ یہ سنتے ہی محبوبِ رب العلمینؐ مصروف عبادت ہو گئے۔

ہزاروں سال عبادت میں مصروف رہنے کے بعد ------ مقام تخصیص حاصل ہوا جس کے اظہار تشکر میں سجدۂ شکر ادا فرمایا ------ سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد پانچ مرتبہ قیام فرمایا ------ ہر قیام میں ستر ہزار سال توقف فرمایا ------ ہر قیام

میں نورانی خلعت عطا ہوتے رہے------اور اس کے شکرانہ میں سجدے ادا کرتے رہے------قبولیت کی سند کے طور پر نمازیں فرض ہوتیں رہیں۔اس طرح پانچ نمازیں مقرر ہوگئیں۔حضورؐ نے ادائے عبادت وطریقۂ تشکر میں جو طریقے اختیار فرمائے تھے------وہ بعینہ پانچ وقت کی نمازوں کے لئے اختیار کئے گئے۔

مثلاً ہزار سال--------تکبیر تحریمہ میں گزارے------ہزار سال قیام میں------ہزار سال رکوع میں------ہزار سال قومہ میں------ہزار سال سجدہ میں------ہزار سال جلسہ میں------اِسی طرح دوسری رکعت میں اور آخری تشہد میں ہزار سال صرف فرمائے------اِسی طرح دائیں جانب سلام میں ہزار سال گزارے۔اسی طرح بائیں جانب سلام میں ہزار سال گزارے------جب نماز سے فارغ ہوئے۔تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا:اے حبیبؐ جس طرح تم نے میری عبادت کی------وہ بارگاہ میں قبول ہوئی------اب ہم سے تم حسبِ مرضی خلعت طلب کرو۔اس وقت حبیب رب العلمینؐ نے عرض کیا------اے خالق ومالک مجھے معلوم ہے------تُو مجھے ایک قوم کا پیشوا بنائے گا۔اور اُسکو میری اُمت بنائے گا اس نماز کو اس قوم پر فرض فرمائے گا۔امور طبعی کے طور پر اُن سے اِس نماز کی ادائیگی میں غلطیاں بھی ہونگی۔لہٰذا میں اِس نماز کو ان کے کفارے کے طور پر رکھتا ہوں۔اور اپنی اُمت کے لئے مغفرت کی خلعت طلب کرتا ہوں۔بارگاہ احدیت سے جواب مِلا------اے محبوبؐ کے نور آپ نے بہترین خلعت مانگی۔اور مجھے بھی آپؐ کی یہ ادائے بیکس پناہی بہت پسند آئی------اور جو آپؐ نے طلب فرمایا------وہ آپؐ کو عطا کردیا۔[1]

[1] ایضاً

خلقتِ محمدیہ

واجمل منک لم ترقط عینی
واحسن منک لم تلدالنساء
خلقت مبراء من کل عیب
کانک قدخلقت کماتشاء

ترجمہ:

میری آنکھ نے آپؐ سے بڑھ کر کوئی خوبصورت دیکھا ہی نہیں اور آپؐ سے بڑھ کر کوئی حسین کسی ماں نے جنا ہی نہیں آپؐ کو ہر عیب اور نقص سے مبّرا پیدا کیا گیا آپؐ کی تخلیق آپؐ کی منشاو مرضی کے مطابق ہوئی۔

کعب الاحبار کہتے ہیں۔ جب اللہ تعالٰے نے خلقتِ محمدیؐ کا ارادہ فرمایا: تو جبرئیل کو حکم دیا------- کہ وہ زمین کے قلب یعنی سنٹر سے مٹی لے آئے۔ پس جبرئیل کے ہمراہ جنت الفردوس اور بلند مرتبہ ملائکہ کو زمین پر اُتارا گیا۔ ملائکہ نے آپؐ کی قبرانور کے مقام سے مٹی کی مٹھی بھری۔ جو اصل میں خانہ کعبہ کے مقام کی مٹی ہے جس کو پانی کی موج اپنے دامن میں اُٹھا کر یہاں پر لائی۔ جہاں اب آپؐ کی قبرانور ہے۔ اُس کے بعد اُس مٹی کو ماءِ تسنیم میں گوندھا گیا۔ پھر اُس جوہر کو جنت کی نہروں میں غوطہ دیا گیا۔ حتیٰ کہ وہ دُرِّ بیضا----- یعنی سفید اور چمکتے موتی کی شکل اختیار کر گیا پھر اُس دُربیضا کو ملائکہ نے عرش اور کرسی کے اِرگرد چکر

لگوایا۔اورزمین وآسماں اورسمندروں کی سیر کروائی۔آدمؑ کی خلقت سے پہلے۔ملائکہ اور جمیع خلق کوہمارے آقاومولاصلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کرائی گئی۔حضرت آدم نے جب پایۂ عرش کے ساتھ نورِمحمدیؐ کامشاہدہ کیا۔اورکلمہ میں آپؐ کانام اللہ کے نام کے ساتھ لکھا ہواپایا۔توآدمؑ نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا۔۔کہ یہ تیرے نام کے ساتھ کس کانام ہے تو اللہ تعالےٰ نے جواب میں فرمایا: یہ وہ عظیم نبیؐ ہے ----- جوتیری ذرّیت سے ہوگا۔آسمانوں میں اس کانام ''احمدؐ'' ہے۔اورزمین پر''محمدؐ''ہوگا۔اے آدم اگرمحمدؐ نہ ہوتے۔تومیں تجھے پیدانہ کرتانہ زمین کوپیداکرتااورنہ آسمانوں کوپیداکرتا۔اورآدمؑ نے اسمِ محمدؐ کے وسیلہ سے اللہ تعالےٰ سے مغفرت طلب کی۔تواللہ تعالیٰ نے آدمؑ کومعافی عطافرمائی۔

فرشتہ تھانہ آدم تھے نہ ظاہرتھاخداپہلے
بنے ساری خدائی سے محمد مصطفیٰ پہلے

وضاحت:

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔اے ربّ میں تیری بارگاہ میں تجھے محمدؐ کاواسطہ دیتاہوں۔کہ مجھے بخش دے۔اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔اے آدم تُومحمدؐ کو کیسے پہچانتاہے۔آدمؑ نے عرض کیا۔اے رب جب تُونے اپنے ہاتھوں سے مجھے خلق فرمایااورمجھ میں اپنی روح پھونکی۔تومیں نے اپناسراُٹھایا۔میں نے دیکھاکہ عرش پر لکھاہواہے۔

لَااِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہِ

تومیں نے جان لیاکہ تیرے نام کے ساتھ کسی کانام نہیں آسکتا،مگراُسکاجومخلوق

میں تجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدم تُو نے سچ کہا۔ بے شک تمام مخلوق میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب محمدؐ ہے۔ جب تُو نے محمدؐ کا واسطہ دے کر مجھ سے سوال کیا تو میں نے تجھے فوراً بخش دیا۔ اور اگر محمدؐ کو پیدا نہ فرماتا تو تجھے پیدا نہ کرتا۔[1]

کلمہ بھی پڑھیں تیرا ، رُتبے کے بھی ہیں منکر
اقرار کے پردے میں ، بد بخت مُکرتے ہیں

☆☆☆

میثاقِ انبیاء

جب حضرت آدم علیہ السلام کے طیب و طاہر جسم سے ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کیا گیا۔ تو تمام انبیاء سے پہلے۔ آپؐ سے عہد لیا گیا۔ اس کے بعد آپؐ کو حضرت آدم کے جسم میں واپس لوٹا دیا گیا۔ پھر آدمؑ کے جسم میں روح پھونکی گئی اس کے بعد تمام ذریت آدم کو اُن کے وجود سے نکالا گیا۔ تا کہ اُن سب سے میثاق لیا جائے۔

تخلیق اور عہد میں مقصود آپؐ ہی کی ذات با برکات تھی۔ تا کہ وہ تمام رسولوں کے

[1] دلائل النبوۃ ۳۸۹/۵۔۔ المستدرک ۶۱۵/۲

رسول ٹھہریں۔اور آپ ؐ کی اتباع کیلئے سب ابنیاء سے میثاق لیا جائے------ آپ ؐ کی رسالت قیامت تک جمیع خلق کیلئے عام ہے۔یہی وجہ ہے کہ روزِ قیامت تمام ابنیاء علیھم السّلام------ آپ ؐ کے جھنڈے کے نیچے ہونگے۔

چمک ، دمک یہ سماق دمک ،فلک تیرے
ملک بھی تیرے شاہا ، ملکِ جاوداں تیرا
تو سلسبیل کا ، کوثر کا ، خلد کا مالک
ہے تیرا عرش بھی جنت بھی آسماں تیرا
زمیں پہ ،کعبہ پہ ، جنت میں ، حوض کوثر پر
ہوا بلند نہ پرچم کہاں کہاں تیرا

لوائے الحمد

وضاحت:

لوائے الحمد کی بلندی ایک ہزار سال کی راہ ہے۔اِس کا قبضہ سفید چاندی سے بنا ہے۔اِس کی نوک یاقوتِ احمر کی ہے۔اِسکا ستون زمرد خضرا کا ہے۔یہ جھنڈا تین گوشوں پر مشتمل ہے۔ایک کے نور کی شعاعیں مشرق اور دوسرے کی مغرب کو روشن کر رہی ہونگی۔اور تیسرا کونہ سرزمینِ مکہ پر نور افگن ہوگا۔اس پر تین سطریں لکھی ہونگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ------ الحمد اللہ رب العلمین ------ لا اِلہ الا اللہ محمد رسول اللہ

جب قیامت کے دن اِس جھنڈے کو میدانِ عرفات میں بلند کیا جائے گا۔ تو ایک بلند آواز شخص اعلان کرے گا۔

کہ نبی اُمّی ---- عربی ---- قرشی ---- مکّی ---- حرمی ---- تہامی ---- محمد بن عبداللہ ---- خاتم النبین ---- سیّدالمرسلین ---- امام المتقین ---- رسول رب العلمین ---- کہاں ہیں ---- سرکارؐ یہ سُنتے ہی آگے بڑھیں گے۔ اور اس جھنڈے کو اپنے ہاتھ میں اُٹھالیں گے۔ پھر تمام انبیاء کرام -- صدیقین -- شہداء -- صالحین اور اہل عرفان اس جھنڈے کے نیچے جمع ہونا شروع ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالےٰ ہر ایک کیلئے گراں قدر خلعت اور بُراق اور سر پر زرّیں تاج عنایت فرمائے گا۔ سرکارؐ کے سر اقدس پر درخشندہ تاج نور فشانی کر رہا ہوگا۔ آپ کا لباس سبز ریشم کا ہوگا۔ چنانچہ حضورؐ اپنا جھنڈا لوائے الحمد حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجھہ الکریم کو عنایت فرمائیں گے۔ لوگ جوق در جوق اور فوج در فوج اِس جھنڈے کے سایہ میں جمع ہوتے جائیں گے۔ حضورؐ کے متبعین اور حضورؐ کی سنت پر عمل پیرا لوگ آگے بڑھتے جائیں گے۔ اور جنتِ عدن میں داخل ہوتے جائیں گے۔ میدانِ قیامت میں فرشتوں کو حُکم ہوگا۔ کہ اِس علم کو اُٹھایا جائے۔ فرشتے علم کے وزنی ہونے کی وجہ سے اُٹھا نہ سکیں گے۔

اللہ تعالےٰ خطاب فرمائے گا ----- اللہ کا شیر علی کرم اللہ وجھہ الکریم کہاں ہے۔ حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کو حاضر کیا جائے گا۔ حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم لوائے الحمد لے کر پھولوں کے گلدستہ کی طرح پُل صراط سے گزریں گے۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن حُکم فرمائے گا۔ کہ جنت سے لوائے الحمد حضرت علی کے حوالے کیا جائے اور اِسے بلند کیا جائے۔ اسی دن سے لوائے الحمد کا تاج حضرت

علی کے سر پر آراستہ ہو گیا ہے------اور تاجِ ولایت جس سے اُمت کے اولیاء کو نورِ عرفان ملتا ہے۔حضرت علیؓ کو عطا کیا گیا------لوائے الحمد کا تاج حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سر پر رکھنے کی وجہ روایت میں یوں بیان ہوئی ۔کہ ایک دِن حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی بیٹی کیلئے بڑا ہی قیمتی جہیز تیار کیا------اور اپنے داماد کیلئے زرّیں تاج تیار کرایا۔اس تاج میں سات سو گوہر نایاب مزّین فرمائے ۔یہ واقعہ حضرت علیؓ نے حضورؐ کی مجلس سے سُنا------اور گھر آکر سیدّہ فاطمہؓ سے بیان فرمایا۔حضرت فاطمہؓ کے دل میں خیال آیا۔شاید علی کے دل میں گمان ہوگا۔کہ حضرت سلیمانؑ نے اپنی بیٹی اور داماد کو اتنا جہیز اور تاجِ ذرّیں دیا------ مگر دوسری طرف پیغمبر آخرالزماں ہیں۔جنہوں نے اپنی بیٹی اور داماد کو بُجز فقر و فاقہ کے کچھ نہیں دیا۔

ایک نبی نے اپنے داماد کو اتنا بڑا تاج اور ایک نبی نے اپنے داماد کو بُجز صبر و قناعت کچھ نہیں دیا۔یہ خدشہ حضرت فاطمہؓ نے کسی سے بیان نہیں فرمایا تھا۔حتی کہ آپ کی وفات ہوگئی۔وفات کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو خواب میں دیکھا۔کہ وہ جنت کے صدرِ اعلیٰ پر جلوہ فرما ہیں------اور نوری حُوری سب کے سب آپ کی خدمت میں مامور ہیں۔ایک لڑکی نہایت ہی حُسن و خوبی سے آراستہ اور زیورات سے معمور ایک سبز طبق ہاتھ میں اُٹھائے------سیدّہ فاطمہ کی خدمت میں پیش کر رہی ہے۔وہ منتظر تھی کہ سیدّہ ایک نگاہ ادھر اٹھائیں۔تو وہ طبق قدموں پر نثار کریں۔حضرت علیؓ نے پوچھا۔فاطمہؓ یہ لڑکی کون ہے۔آپ نے فرمایا: یہ حضرت سلیمانؑ کی بیٹی ہے۔اللہ تعالےٰ نے اِسے میری خدمت کیلئے مقرر فرمایا ہے۔قیامت

کے دن لوائے الحمد حضرت علیؓ کے حوالے کیا جائے گا۔اور ایک فرشتہ کہے گا۔علی یہ تاج اچھا ہے۔یا وہ تاج------ جو حضرت سلیمانؑ نے اپنے داماد کو دیا تھا۔آپ سیّدہ فاطمہؓ کے پاس اس تاج کا بڑے تعجب کے ساتھ ذکر کررہے تھے۔یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔کہ لوائے الحمد عرصات کے صحرا میں کھڑا کیا جائے گا۔اہل دوزخ کو عذاب میں تخفیف ملے گی------ پھر یہی جھنڈا صحرائے عرصات سے اُٹھا کر عرصۂ جنت میں رکھا جائے گا۔تو دوزخ والوں پر عذاب کی شدّت بڑھادی جائے گی۔اس وقت لوگوں کو لوائے الحمد کے مقام کا اندازہ ہوگا۔[1]

☆☆☆

انتقالِ نورِ محمدیؐ

ہمارے نبیؐ کا نور حضرت آدم کی پیشانی میں چمکا۔تو اُس کے بعد حضرت آدمؑ نے حضرت حوا کی طرف مائل ہونا چاہا۔تو ملائکہ نے اُن کو روک لیا۔اور کہا کہ جب تک آپ ہمارے آقا محمدؐ پر تین مرتبہ درود نہ پڑھیں گے۔تب تک حوا آپ کیلئے حلال نہیں ہوگی۔اور ایک روایت میں بیس مرتبہ درود پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔

اس کے بعد آدم وحوا کو زمین پر اُتارا۔اللہ تعالےٰ کا اپنے حکمِ باھرہ سے اس کا ارادہ تھا کہ ہمارے آقا نبی علیہ السلام کا اُن کی اُمت میں جو بہترین اُمت ہے۔جسے لوگوں

[1] معارج النبوۃ / کاشفیؒ

سے الگ کرلیا گیا ہے۔ میں ظہور پُرنور ہو۔ اور اگر حکم ظاہرہ سے نہ بھی ہو۔۔۔ تو ھبوط آدم وحوا۔۔۔۔۔مقصدِ ظہور مصطفٰےؐ کیلئے کافی ہے۔

حضرت حوا کے بطنِ مبارک سے بیس حمل سے چالیس اولادیں پیدا ہوئیں ہر حمل سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔۔۔۔۔ مگر ایک حمل مبارک سے ایک ہی بیٹا پیدا ہوا۔۔۔۔۔ جن کا نام شیث علیہ السلام تھا۔ تاکہ وہ نبوت اور علم میں اپنے باپ حضرت آدم کے وارث بنیں۔ آدم علیہ السلام سے نورِ محمدیؐ۔ حضرت شیثؑ کی طرف منتقل ہوا۔ پھر شیثؑ علیہ السلام نے نور محمدیؐ کو آگے منتقل کرنے کیلئے وہی وصیت فرمائی جو اُن کے باپ حضرت آدم نے اُنکو فرمائی۔۔۔۔۔ وہ یہ وصیت تھی کہ نورِ محمدیؐ کو پاک اور مطہر خواتینِ مقدسہ میں منتقل کرنا۔ اُس کے بعد یہ وصیت مسلسل جاری رہی۔ ایک سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتی رہی۔۔۔۔۔ حتی کہ حضرت عبداللہ کے زمانے تک۔ پس اللہ تعالیٰ نے اِس نسب شریف کو جاہلیت کی ہر برائی اور خرابی سے محفوظ رکھا۔

☆☆☆

اصحابِ فیل کا واقعہ

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بُجھایا نہ جائے گا

جب یہ نورِ محمدیؐ------ آپؐ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب کی پیشانی مبارک میں چمکا------ تو حضرت عبدالمطلب نے اس نور کی برکت سے اصحاب فیل یعنی ہاتھیوں والوں کے متعلق اپنے اللہ کی طرف رجوع کیا۔ اور توجہ اِلی اللہ فرمائی کیونکہ ابرہہ اور اُس کا لشکر چاہتے تھے۔ کہ مکہ کو تباہ و برباد اور ویران کر دیا جائے۔ اُسی سال آپؐ کا حمل مبارک ظاہر ہوا------ تو اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے سمندر کے پرندے ابابیل اُس لشکر پر مسلّط فرمائے۔ اُن پرندوں نے حرم تک پہنچنے سے پہلے ہی اُس لشکر کو ہلاک کر دیا------ سوائے ایک شخص کے تا کہ وہ باقی لوگوں کو ظہورِ مصطفےٰؐ کی کرامت اور ارھاس کی خبر دے۔

وضاحت:

جب یمن کا بادشاہ ابرہہ بن صباح بیت اللہ کو گرانے کیلئے مکہ آیا۔ تو حضرت عبدالمطلب کو خبر ہوئی۔ تو آپ نے قریش کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے قریش ابرہہ اس گھر کو گرا نہیں سکے گا------ کیونکہ اس گھر کا ایک ربّ ہے۔ جو اِس کی حفاظت کرے گا۔ پھر ابرہہ آیا۔ اور قریش کے اُونٹ اور بکریاں لے گیا۔ ان میں چار سو اُونٹ حضرت عبدالمطلب کے تھے------ حضرت عبدالمطلب سوار ہو کر شبیر پہاڑ پر تشریف لائے۔

نورِ محمدیؐ اُن کی پیشانئ اقدس میں چمک رہا تھا۔ اور چاند کی طرح دائرہ بنا ہوا تھا نور کی شعاعیں بیت اللہ پر پڑنے لگیں۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: اے قریش کی جماعت------ واپس لوٹ جاؤ------ اِس معاملہ میں تمہاری مدد کی گئی ہے۔

اللہ کی قسم------جب یہ نور دائرے کی شکل اختیار کرتا ہے۔تو ہمیں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔پھر ابرہہ نے ایک شخص کو بھیجا تاکہ وہ قریشیوں کو شکست دے۔جب وہ مکہ میں داخل ہوا۔حضرت عبدالمطلب کے چہرے کو دیکھا۔تو وہ جُھک گیا------اور اُسکی زبان لڑکھڑانے لگی۔اور بے ہوش ہو کر گر پڑا------جب اُسے افاقہ ہوا۔تو وہ حضرت عبدالمطلب کے سامنے سجدے میں گر گیا اور کہنے لگا------میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ قریش کے سچے راہنما ہیں------اور ایک روایت میں اسطرح ہے کہ ابرہہ نے ایک فیل بان کو کہا کہ اُس ہاتھی کو حاضر کرو۔جو مجھے سجدہ نہیں کرتا۔

جب اُس ہاتھی کو حضرت عبدالمطلب کے سامنے کیا۔تو وہ سجدے میں گر گیا اللہ تعالےٰ نے اُس ہاتھی کو بولنے کی طاقت دی۔تو اُسنے کہا: اے عبدالمطلب اس نور پر میرا اسلام ہو۔جو آپ کی پیشانی میں چمک رہا ہے------پھر اللہ تعالےٰ نے سمندر سے ابابیل بھیجے۔ہر پرندے کے پاس تین کنکر تھے۔ایک کنکر چونچ میں اور دو کنکر پنجوں میں تھے۔یہ کنکر مسور کی دال کے برابر تھے۔وہ جس پر پڑتے اُسے ہلاک کر دیتے۔ابرہہ بادشاہ کی انگلیوں کے پورے ایک ایک کر کے گر گئے اور اس سے پیپ اور خون جاری ہوگیا۔حتی کہ دل کے پھٹنے سے وہ مر گیا۔[1]

خدا شاھد انہی کے نور کا ہر سُو اُجالا ہے
مگر وہ دل کے اندھوں کو نظر آیا نہیں کرتے
اگر ہو جذبۂ کامل تو اکثر ہم نے دیکھا ہے
وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے

---

[1] المواھب اللدنیہ قسطلانی ؒ

ارہاص اور معجزہ

وضاحت:

اعلانِ نبوت سے پہلے جو خلافِ عقل واقعہ ظاہر ہو۔ اُسکو ارہاص کہتے ہیں یہ نبوت کے آغاز کی علامت ہوتی ہے۔ اور اعلانِ نبوت کے بعد جو خلافِ عقل واقعہ ظاہر ہو اُسکو معجزہ کہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ کا واقعہ ذبح

حضرت عبدالمطلب کے بعد نورِ محمدیؐ حضرت عبداللہ آپؐ کے والدِ مکرّم کی جبیں مبارک میں ظاہر ہوا۔ حضرت عبداللہ کا لقب ذبیح ہے۔ اس لقب سے ملقّب اس لیے ہوئے کہ حضرت عبداللہ کے والد حضرت عبدالمطلب نے نذر کو پورا کرنے کیلئے۔ حضرت عبداللہ کو اللہ تعالےٰ کی راہ میں قربان کرنے کا ارادہ فرمایا۔ کیونکہ حضرت عبدالمطلب کو خواب میں اللہ تعالےٰ نے اُس جگہ کی نشانی بتائی۔ جہاں آبِ زم زم کا کنواں تھا۔ کنواں کا نشان ختم ہو گیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ کو اس نور کی برکت سے ذبح ہونے سے بچالیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے عبدالمطلب کو الہام کے ذریعہ سے بتایا۔ کہ عبداللہ کا فدیہ ایک سو اونٹ ذبح کریں۔

وضاحت:

عمرو بن حارث جُرہمی کی قوم نے جب حرمِ کعبہ میں قتل و غارت کی حرکات شروع کر دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر ایسے لوگ مسلّط کیے۔ جو اُن کو وہاں سے نکالیں۔ تو عمرو بن حارث نے عمدہ مال جو خانہ کعبہ کیلئے بطورِ ہدیہ آئے تھے زم زم کے کنواں میں ڈال دیے۔ اور اسکو اچھی طرح بند کر دیا۔ اور خود اپنی قوم کے ساتھ یمن کی طرف بھاگ گیا۔ اس وقت سے زم زم کا کسی کو علم نہ تھا۔ حتی کہ حضرت عبدالمطلب کو خواب میں اسکا نشان بتایا گیا۔ آپ نے اُن نشانیوں کے ذریعہ سے اس جگہ کو کھودنا شروع کیا۔ قریش نے حضرت عبدالمطلب کو اس کام سے منع کیا۔

پھر کچھ بے وقوفوں نے آپ کو اذیت بھی پہنچائی۔ اور یوں آپ سخت آزمائش میں پڑ گئے۔ اس وقت آپ کا ایک ہی بیٹا تھا۔ جس کا نام حارث تھا۔ چنانچہ حضرت عبدالمطلب نے نذر مانی کہ اگر اللہ اُن کو دس بیٹے عطا کرے گا تو وہ اِن میں سے ایک بیٹے کو قربانی کے طور پر ذبح کریں گے۔ جب حضرت عبدالمطلب کے ہاں دس بیٹے مکمل ہو گئے تو آپ نے اپنی اولاد کو جمع کیا۔ اور اُن کو نذر ماننے کی خبر دی۔ تو بیٹوں نے کہا کہ ہم آپ کی اطاعت کریں گے۔ چنانچہ قرعہ اندازی ہوئی۔ تو قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نکلا----- حضرت عبدالمطلب کو اپنی اولاد میں سے سب سے زیادہ محبوب حضرت عبداللہ تھے۔ حضرت عبداللہ بہت حسین و جمیل تھے۔ چنانچہ حضرت عبدالمطلب نے چھُری لے کر حضرت عبداللہ کے ذبح کا ارادہ فرمایا----- تو تمام قریش کے چھوٹے بڑے عورتیں اور بچے باہر نکل آئے کہنے لگے۔ اے عبدالمطلب کیا کرنا چاہتے ہو۔ آپ نے کہا میں اپنی نذر پوری کرنا چاہتا ہوں۔

اُنہوں نے کہا۔ ہم آپ کو اِس ذبح کی اجازت نہیں دیتے۔ جب تک آپ اپنے رب سے معذرت نہ کرلیں۔ ایسا ہوا۔ تو یہ رسم پڑ جائے گی کہ ہر شخص اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔ آخر اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کی راہنمائی ہوئی کہ عبداللہ اور اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کرو۔ اور ہر قرعہ پہ دس اونٹ بڑھاتے جاؤ۔ جب تک اونٹوں کا قرعہ نہ نکلے۔ مزید دس اونٹ بڑھاتے جاؤ۔ آخر یہ قرعہ اندازی دس اونٹوں سے شروع ہوئی ہر بار حضرت عبداللہ کا قرعہ نکلتا رہا۔ حتی کہ جب سو اونٹ اور حضرت عبداللہ کے درمیان قرعہ اندازی ہوئی۔ تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا۔ تو حضرت عبدالمطلب نے ایک سو اونٹ ذبح کیا۔[1]

حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ کا نکاح

جب سو اونٹ بطور فدیہ قربان کردیا گیا۔ تو ایک خاتون نے حضرت عبداللہ کی پیشانی اقدس میں نورِ محمدیؐ کا مشاہدہ کیا۔ تو حضرت عبداللہ سے نکاح کیلئے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ اور سو اونٹ جو ذبح ہوچکا تھا۔ اُس کی جگہ سو اونٹ دینے کو کہا تو حضرت عبداللہ نے کہا---ہم اپنے والدین کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کرتے۔ چنانچہ اس کے بعد----حضرت عبدالمطلب آپ کو ساتھ لیکر----وھب بن عبد مناف بن زھرہ کے گھر تشریف لے گئے-----وھب نسب اور شرافت کے

---

[1] ماخوذ از: المواھب اللدنیہ

اعتبار سے اپنے قبیلے کے سیّد و سردار تھے۔اور اُنکی بیٹی حضرت آمنہ قبیلہ قریش کی سب عورتوں سے افضل خاتون تھیں------فریقین کی باہمی رضامندی سے حضرت عبداللہ کا نکاح حضرت آمنہ سے طے پایا------اور اِک عظیم ساعت میں تمام خلائق کے سیّد و سردار کی بطنِ سیّدہ آمنہ میں آمد ہوئی------وہ نور حضرت عبداللہ سے الگ ہوکر سیّدہ آمنہ میں منتقل ہوگیا۔ جب حضرت عبداللہ واپس لوٹے تو رستے میں اُس پہلی خاتون سے ملاقات ہوئی۔تو حضرت عبداللہ نے کہا۔ پہلے تو تُو نے اظہار کیا تھا لیکن آج ایسا نہیں------تو وہ خاتون بولی کیونکہ جس مقصد کے لئے میں نے آپ سے اظہار کیا تھا------وہ اب میں آپ کی پیشانی میں نہیں دیکھ رہی۔

☆☆☆

نکاح کا سبب

وضاحت:

حاملِ نور مصطفےٰ------ہونے کی وجہ سے یہودی حضرت عبداللہ کے سخت جانی دشمن ہوگئے تھے------اِس خیال کے پیش نظر کہ نبوت اولادِ اسحاق سے نکل کر اولادِ اسماعیل میں آنے والی ہے------چنانچہ ستر یہودیوں نے باہمی عہدو پیمان کیا کہ جب تک عبداللہ کو قتل نہ کرلیں۔ ہرگز واپس نہیں آئیں گے۔اس

خیالِ بد سے وہ مکہ آئے ایک دِن جنابِ عبداللہ شکار کی غرض سے تنہا مکہ شہر سے نکلے ------ اور اتفاق سے وہب بن عبد مناف ------ حضرت آمنہ کے والد اور حضورؐ کے نانا جان بھی شکار کی غرض سے باہر تھے ------ وہب نے دُور سے دیکھا ------ کہ یہود بدانجام زہر آلود تلواروں کو بے نیام کر کے یکبارگی سے حضرت عبداللہ پر حملہ آور ہوئے ------ جناب وہب نے چاہا کہ حضرت عبداللہ کی مدد کو پہنچ کر اُن کو دشمنوں سے بچائیں ------ کہ اِتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ اچانک ایک فوج ابلق گھوڑوں پر سوار آسمان سے زمین پر اُتری ------ اور اُس نے یہود پر حملہ کر دیا ------ اور اُن کو شکست دی۔

وہب بن عبد مناف نے یہ کرامت دیکھ کر مکمل ارادہ کرلیا ------ کہ اپنی بیٹی آمنہ خاتون کو عبداللہ کے ساتھ بیاہ دوں گا۔

پھر یہ منظر دیکھ کر خوشی خوشی گھر آئے ------ اور اپنی بیوی کو اس حیرت ناک واقعہ کی خبر دے کر کہا ------ عبداللہ قریش میں سب سے زیادہ خوبصورت ہے۔ نسب میں شریف ہے اور میں اپنی بیٹی آمنہ کے لئے اس سے زیادہ اچھا کوئی رشتہ نہیں پاتا ------ پھر اُنہوں نے اپنی بیوی بّرہ بی بی کو حضرت عبدالمطلب کی خدمت میں بھیج کر کہلایا ------ کہ میری التجا ہے کہ میری بیٹی آمنہ کا رشتہ عبداللہ کیلئے قبول فرمالیں۔ جس پر حضرت عبدالمطلب راضی ہو گئے اور حضرت عبداللہ کی شادی حضرت آمنہ سے کر دی۔!

[1] سرور العبادفی بیان المیلاد ص ۱۰۹/۱۰

انتقالِ نور سیّدہ آمنہ میں

جس رات کو نورِ محمدیؐ ----- سیّدہ آمنہ میں منتقل ہوا۔ وہ ماہِ رجب کی جمعتہ المبارک کی رات تھی ----- منادی دینے والے نے زمین و آسمان میں ندا دی کہ وہ نورِ مکنون جس کے ساتھ محمد مصطفٰےؐ نے قرار پکڑنا ہے۔ وہ بطنِ آمنہ میں تشریف لا چکا ہے۔ اور وہ بشیر و نذیر بن کر ظہور فرمائیں گے۔

رضوان فرشتہ کو حکم دیا گیا --------- کہ وہ جنت الفردوس کا دروازہ کھول دے ----- اُس رات کو زمین کے تمام جانور بول اُٹھے ------ کہ ربِّ کعبہ کی قسم ------ محمد مصطفٰےؐ بطنِ سیّدہ آمنہ میں تشریف لا چکے ------- اور وہ تمام دنیائے کائنات کے مُقتدا اور پیشوا ہونگے۔

اُس رات کی صبح کو بادشاہانِ وقت کے تخت اُوندے ہو گئے۔ اُس رات کی صبح کو تمام بادشاہ گونگے ہو گئے۔ پورا دن وہ کوئی بات نہ کر سکے ------ اور مشرق کے جانوروں نے مغرب کے جانوروں کو خوشخبری دی۔ اسطرح سمندر میں جانوروں نے ایک دوسرے کو سرکارؐ کی آمد کی خوشخبری دی۔

☆☆☆

سیّدہ آمنہ کو خوشخبری دی گئی

سیّدہ آمنہ نیم خوابی کی حالت میں تھیں ----- کہ کہنے والے نے

کہا۔آپ کو مبارک ہو کہ آپ اِس اُمت کے نبی اور سیّد و سردار سے حاملہ ہو چکیں ہیں۔سیّدہ آمنہ نے دیکھا۔کہ اُن سے ایک نور نکلا۔جس نے مشرق و مغرب کو روشن کر دیا ہے۔جب حمل پاک کو چھ مہینے گزر گئے۔تو خواب میں آنے والے نے آپکا پاؤں ہلایا۔اور اُن کو خبر دی کہ وہ عالمین کے سیّد و سردار کے وجود مطہر سے حاملہ ہو چکیں ہیں۔اور کہا------ آمنہ اِس عظیم مولود کا نام ''محمدؐ'' رکھنا اور کہا اِس حالت کو چھپائے رکھنا۔

روایت میں آیا ہے ------ کہ آپ نے دورانِ حمل بوجھ اور وزن محسوس کیا------ لیکن مشہور روایت کے مطابق آپ نے کوئی وزن اور بوجھ محسوس نہیں کیا۔اِن دو روایات کو یوں جمع کیا جاسکتا ہے۔کہ ابتدائے حمل میں وزن محسوس ہوا لیکن بعد میں وزن محسوس نہیں ہوا۔تاکہ یہ دونوں امر عام عادت کے خلاف واقع ہوں۔

ایک اور روایت میں ہے۔کہ سیّدہ آمنہ سے صرف آپؐ پیدا ہوئے---- دوسری روایت میں اسکی نفی ہے------ احتمال اس بات کا ہے------ کہ آپؐ سے پہلے سیّدہ آمنہ کا اسقاطِ حمل ہوا ہوگا۔

☆☆☆

حضرت عبداللہ کا وصال

مشہور روایت کے مطابق------ جب آپؐ بطنِ مادر میں تھے تو آپؐ کے والدِ مکرّم حضرت عبداللہ کا انتقال ہو گیا۔سیّدہ آمنہ پر بڑا سخت وقت تھا اور جس

روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ کی وفات حمل شریف کے نو مہینے کے بعد ہوئی وہ روایت صحیح روایت کے خلاف ہے۔

وضاحت:

حضرت عبداللہ جب قریش کے ساتھ تجارت سے واپس تشریف لائے تو کمزور تھے جب مدینہ سے گزر رہوا------ تو حضرت عبداللہ بنو عدی بن نجار کے پاس ٹھہر گئے۔ جو آپ کے ماموں تھے۔ آپ وہاں ایک مہینہ تک بیماری کی حالت میں رہے جب دوسرے ساتھی مکہ مکرّمہ پہنچے۔ تو حضرت عبدالمطلب نے اُن سے حضرت عبداللہ کے بارے میں دریافت کیا۔ تو اُنہوں نے کہا کہ ہم انہیں بیماری کی حالت میں یثرب چھوڑ کر آئے ہیں۔ حضرت عبدالمطلب نے اُن کے بھائی حارث کو وہاں بھیجا تو معلوم ہوا۔ حضرت عبداللہ کا وصال ہو گیا ہے۔ حضرت عبداللہ مدینہ شریف میں دفن ہوئے۔ اُس وقت اُن کی عمر پچیس سال تھی۔

جب حضرت عبداللہ کا وصال ہوا۔ تو فرشتوں نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کیا اے ربّ تیرا نبی یتیم رہ گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَنَا وَلِیُّهٗ وَحَافِظُهٗ وَنَاصِرُهٗ۔[1]

"میں اُن کا ولی ہوں۔ میں اُنکی حفاظت کرنے والا ہوں۔ میں اُنکا مددگار ہوں۔"

فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ چراغ کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

[1] نزھۃ المجالس ج ۲ ص ۱۰۳

وصال کے بعد کرامت

وضاحت:

مسجدِ نبوی کی توسیع کے وقت------ حضرت عبداللہ کو سعودی حکومت نے چودہ سوباون سال بعد قبر سے نکالا۔ تو آپ کا جسد مبارک تروتازہ تھا۔ اور کفن کی صفائی اور سفیدی میں بھی کوئی فرق نہ پڑا تھا۔[1]

مکاشفاتِ سیّدہ آمنہ

دورانِ حمل شریف سیّدہ آمنہ ہمیشہ ایسی باتیں دیکھتیں۔ جو حضور علیہ الصلواۃ والتسلیم کی عظمت وقدر ومنزلت پر دلالت کرتیں ہیں۔ اور یہ کرامات خبر متواتر سے مشہور ہیں۔ لیکن زیادہ صیح اس کے خلاف ہے اور سیّدہ آمنہ سے اُن خاص مہینوں کے گزرنے تک------ ایسی کرامات اور آیات باہرہ نقل ہوئیں۔ جو اخبار متواترات سے ثابت ہیں۔ جو آپ کی قدر ومنزلت پر دلالت کرتیں ہیں۔

وضاحت:

سیّدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ پہلے مہینے میں مجھے ایک دراز قد شخص نظر آیا وہ مجھ سے کہتا تھا۔

اَبْشِرِیْ فَقَدْ حَمَلْتِ بِسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ. اے آمنہ تجھے بشارت ہو کہ تیرے بطن

---

[1] بحوالہ خطباتِ خضر

میں سیّدالمرسلین ہیں۔میں نے پوچھا آپ کون ہیں۔اُنہوں نے فرمایا۔میں اس کا باپ آدم ہوں۔

دوسرے مہینے میں بشارت دینے والے حضرت شیث علیہ السلام تھے۔فرماتے ہیں اَبْشِرِیْ فَقَدْ حَمَلْتِ بِسَیِّدِالْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ. اے آمنہ تجھے مبارک ہو۔تیرے بطن میں اوّلین وآخرین کے سیّدوسردار ہیں۔

تیسرے مہینے حضرت نوح علیہ السلام جناب آمنہ کے پاس یہ مُودہ سُنانے تشریف لائے۔اَبْشِرِیْ فَقَدْ حَمَلْتِ بِالنَّبِیِّ الْکَرِیْم. آپ کومبارک ہوکہ آپکے حمل پاک میں نبی کریمؐ ہیں۔

چوتھے مہینے حضرت ادریس علیہ السلام تشریف لائے اور خوشخبری سُناتے ہوئے فرمایا:اَبْشِرِیْ فَقَدْحَمَلْتِ بِالسَّیِّدِ الشَّرِیْفِ وَالنَّبِیِّ الْعَفِیْفِ. خوشخبری ہے آپ کے لئے کہ آپ کے حمل میں صاحبِ شرافت سرداراور نبی عفیف ہیں۔

پانچویں ماہ حضرت ہُود علیہ السلام تشریف لائے اور مُژدۂ نور سُناتے ہوئے فرمایا:اَبْشِرِیْ فَقَدْحَمَلْتِ سَیِّدِ الْبَشَرْ. مبارک ہوکہ آپکےبطن میں سیّد البشر ہیں۔

چھٹے ماہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت آمنہ کے پاس تشریف لائے مبارک باد دیتے ہوئے فرمایا:اَبْشِرِیْ فَقَدْ حَمَلْتِ بِالنَّبِیِّ الْهَاشِمِیِّ. بشارت ہوکہ آپ کےبطن میں ہاشمی نبی ہیں۔

ساتویں مہینے جنابِ اسماعیل علیہ السلام سیّدہ آمنہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا:اَبْشِرِیْ فَقَدْ حَمَلْتِ بِحَبِیْبِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. آپ کوبشارت ہوکہ آپ کے بطن میں حبیبِ رب العالمین ہیں۔

آٹھویں مہینے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام حجرۂ آمنہ میں تشریف لائے اور اِن الفاظ میں ہدیۂ تبریک پیش کیا: اَبْشِرِیْ فَقَدْ حَمَلْتِ بِخَاتَمِ النَّبِیّٖنَ. مبارک ہو کہ آپ کے حمل میں آخری نبی ہیں۔

نویں ماہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضورؐ کی والدہ کے پاس عظیم تر مژدہ سُنانے تشریف لائے اور فرمایا: اَبْشِرِیْ فَقَدْ حَمَلْتِ بِمُحَمَّدٍ. خوشخبری ہے آپ کیلئے کہ آپ کے بطن میں محمد ﷺ ہیں۔۔اور پھر اِسی مہینے میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا

وَفِیْهِ سَقَطَ التَّاجُ عَنْ رَاْسِ کِسْرٰی

اور اس ماہ میں شاہِ ایران کسریٰ کا تاج اس کے سر سے گر پڑا۔[1]

آیاتِ ولادت

ہاں اُسکا اب ظہور ہو گا
بالکل جو میرا نور ہو گا
بے مثل و بے نظیر ہو گا
سایہ بھی اس سے دُور ہو گا

سیّدہ آمنہ نے اُس نور سے کچھ روشن چہرے دیکھے۔ اور آپ نے اُس وقت محسوس کیا۔ جو عورتیں خاص وقت میں محسوس کرتیں ہیں۔ اس کو کوئی نہیں

[1] نزہۃ المجالس ج ۲/ ص ۱۰۳ مطبوعہ مصر

جانتا------اور آپ نے کچھ آوازیں سُنیں۔ پھر آپ نے سفید پرندوں کے پَر دیکھے جو آپ کے سینے کو مَس کر رہے تھے۔ جس سے آپ کا خوف جاتا رہا۔ پھر آپ کو ایک پیالہ پیش کیا گیا۔ جس میں دودھ تھا------ اُس وقت آپ کو شدّت کی پیاس محسوس ہوئی۔ تو آپ نے وہ دودھ پی لیا۔

اُس کے بعد آپ نے کھجور کے درخت کی طرح دراز قد خواتین۔ جو حورالعین کی طرح تھیں۔ آپ اُن کو دیکھ کر متعجب ہوئیں۔ وہ آپس میں باہمی گفتگو کر رہی تھیں۔ دیکھا کہ زمین اور آسمان کے درمیان ایک سفید ریشمی کپڑا لٹکا دیا گیا ہے ------اور کہنے والا کہہ رہا ہے۔ کہ اِس کو لوگوں کی نگاہوں سے چھپا لو۔ اور آپ نے فضا میں رجال دیکھے۔ جن کے ہاتھوں میں چاندی کے لوٹے تھے۔ جن سے مشک و عنبر سے زیادہ خوشبو آ رہی تھی۔ اور آپ نے پرندوں کا ایک غول دیکھا۔ جو آگے بڑھ رہا تھا حتی کہ اُس غول نے آپ کو اپنے پَروں سے ڈھانپ لیا۔ اُن پرندوں کی چونچیں زمرد کی اور پَر یاقوت کے تھے۔ اُس وقت مشرق و مغرب سے پردے اُٹھا دیے گئے۔ اس کے بعد سیّدہ آمنہ نے تین جھنڈے دیکھے۔ ایک جھنڈا مشرق میں------ دوسرا جھنڈا مغرب میں------اور تیسرا جھنڈا کعبہ کی چھت پر نصب کیا گیا--- پس آپ کو دردِزہ لاحق ہوا------ اُس نے شدّت اختیار کر لی۔ سیّدہ آمنہ خواتین کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھیں۔ بیبیوں کی کثرت اس قدر تھی کہ آپ کا گھر خواتین سے پُر تھا۔ پس اِک عظیم ساعت میں رات کے وقت حضور پُرنور کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔

اوڑھ کر نورِ حقیقت کی رِدا آیا ہے
مظہر ذاتِ خدا ، شاہِ ہُدیٰ آیا ہے
خضر جس کا نہیں کونین میں کوئی ثانی
وہ نبی ساری مثالوں سے وریٰ آیا ہے

دوسری روایت میں آیا ہے کہ آپؐ کی ولادت باسعادت دِن کو ہوئی۔ اِن دو روایتوں میں تخالف اور تعارض نہیں ہے۔ احتمال اس بات کا پایا جاتا ہے۔ کہ آپؐ کی ولادت پاک طلوع فجر کے بعد ہوئی۔ روایات میں ایسی صفات کا ذکر ہے۔ جو بڑے لوگوں کے اوصاف میں پائی جاتی ہیں۔ اُن خواتین میں سے بھاری بر کم ایک خاتون نے سیدِ عالمؐ کو اٹھایا------ وقتِ ولادت کسی قسم کا دم اور قذر نہیں تھا۔ اُس وقت سیّدہ آمنہ نے دیکھا کہ آپ کا گھر نور سے بھر گیا ہے اور ستارے قریب آ گئے ہیں۔ اتنے قریب آئے کہ گرنے کا گمان ہوا۔ سیّدہ آمنہ نے آواز سُنی۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ آمنہ اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ پھر ایک نور ساطع ہوا۔ اُس سے مشرق و مغرب کے درمیان جو کچھ تھا سب روشن ہو گیا------ خصوصاً شام اور اس کے محلات کو روشن کر دیا۔ اور اس میں یہ اشارہ تھا------ کہ سیّدِ عالمؐ پہلا سفر شام کی طرف فرمائیں گے۔ اور آپؐ کا معراج کی رات سفر شام کی طرف ہوگا۔ اور پھر وہاں سے آپ آسمانوں کی طرف تشریف لے جائیں گے۔

☆☆☆

آیاتِ ولادت

وضاحت:

سیّدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ کہ میں اِسی کیفیت کے عالم میں تھی کہ میں نے دیوار کو پھٹتے ہوئے دیکھا۔ اور اِس دیوار سے تین عورتیں رُونما ہوئیں۔ جو دراز قامت اور عبد مناف کی صاحبزادیوں کے مشابہ تھیں۔ اُنہوں نے سفید لباس اور تہہ بند باندھ رکھے تھے۔ اور اُن سے کستوری جیسی خوشبو مہک رہی تھی۔ اور اُن کا کلام بہت شیریں تھا۔ اُنہوں نے مجھے فرمایا: کہ آپ خوفزدہ نہ ہوں۔ سیّدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ میں نے اُن خواتین سے دریافت کیا----- کہ آپ کون ہیں----- اُنہوں نے جواب دیا----- ہم ------ حوا------ آسیہ ------ اور مریم بنتِ عمران ہیں۔ پھر اُن خواتین کے بعد میرے پاس دس دیگر خواتین آئیں۔ میں نے اُن سے پوچھا----- آپ کون ہیں----- اُنہوں نے کہا۔ ہم حُورِ عین ہیں۔

حَضَرنَا-----بِولَادَةِ-----سَیِّدِ الْمُرسَلِینَ....[1]

اور ہم سیّدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے سلسلہ میں شامل ہونے کیلئے حاضر ہوئی ہیں۔ سیّدہ آمنہ امینہ فرماتی ہیں۔ کہ جب سرکارِ دو عالم تشریف لائے------ تو اِس کیفیت میں تھے------ کہ آپؐ کی آنکھوں میں سُرمہ لگا ہوا تھا------ جسدِ انور پر تیل ملا ہوا تھا------ سرکارؐ کے جسم سے خوشبو مہک رہی تھی------ آپؐ کے چہرۂ اقدس سے نور کے سوتے پھوٹ رہے تھے۔

---

[1] مولد العروس ص ۲۶

سلام، اے آمنہ کے لال، اے محبوبِ سبحانی
سلام، اے فخرِ موجودات، فخرِ نوعِ انسانی
تیرے آنے سے رونق آگئی، گلزارِ ہستی میں
شریک حال قسمت ہو گیا، پھر فضلِ ربّانی

☆☆☆

فضلیتِ شام

نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا:------ شام سے محبت کرو۔ اس لئے کہ شام کی سرزمین اللہ کی زمینوں میں بہترین زمین ہے ------ اللہ تعالےٰ نے اس کو اپنے بہترین بندوں کیلئے منتخب فرمایا۔

اور جیسا کہ اثر میں وارد ہوا------ کہ شام درالملک ہے ------ اور انبیاء علیھم السلام کی ہجرت کی جگہ ہے۔ کوئی نبی ایسا نہیں جس نے اس کی طرف ہجرت نہ کی ہو------ حضرت عیسیٰؑ کے نزول کی یہی جگہ ہے اور محشر کیلئے بھی اِسی زمین کا انتخاب ہوا ہے۔

کس شان سے تشریف آوری ہوئی

ایک روایت میں ہے------ کہ جب سرکارِ کونینؐ دنیا پر تشریف لائے تو

آپؐ کے دونوں ہاتھ زمین پر ٹکے ہوئے تھے۔ پھر آپؐ نے مٹی کی مُٹھی بھری۔ اور اپنا سرِ اقدس آسمان کی طرف اُٹھایا------ مٹی کی مٹھی بھرنا------اس بات کی طرف اشارہ تھا------ کہ آپؐ زمین کے مالک ہیں------اور زمین آپؐ کی ملکیت میں ہے۔ اور یہ بھی اشارہ تھا کہ آپؐ آئندہ مٹی کو اعداء کے چہروں کی طرف پھینکے گے اور وہ شکست خوردہ ہو کر واپس لوٹیں گے------ جیسا کہ یہ واقعہ یومِ بدر اور یومِ حنین کے دن پیش آیا۔ کہ آپؐ نے مٹی لی اور دشمنوں کے چہروں کی طرف پھینکی۔ پس اُن میں کوئی ایسا نہیں جس تک مٹی نہ پہنچی ہو------اور اس کے بعد------دشمنانِ دین------ شکست خوردہ------ بے مراد اور مایوس ہو کر واپس لوٹے۔

ولادت شریف کے فوراً بعد آپؐ زمین پر دو زانوں بیٹھے۔ اور نگاہیں آسمان کی طرف تھیں۔ پھر آپؐ نے زمین سے مٹی کی مٹھی بھری اور سجدے کے لئے جھکے اور آپؐ کو پتھر کے ایک برتن سے ڈھانپ دیا گیا--- جیسا کہ عرب میں رواج تھا کہ جو بچہ رات کو پیدا ہوتا۔ اُس کو پتھر کے اس برتن سے ڈھانپ دیا جاتا تھا۔ تا کہ دن میں اُس کو دیکھا جائے۔ پس وہ برتن پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور آپؐ اپنی آنکھیں کھولے آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے اور آپؐ اپنا انگوٹھا چوس رہے تھے۔ جس سے دودھ جاری تھا۔ پھر آسمان سے ایک سفید بادل اُترا۔ جس نے آپؐ کو والدہ کے سامنے سے چھپالیا۔ اور سیّدہ آمنہ نے کہنے والے کی آواز کو سُنا۔ وہ کہہ رہا تھا: محمدؐ کو زمین کے مشارق اور مغارب کی سیر کراؤ۔ اور تمام سمندروں میں داخل کرو۔ تا کہ ساری مخلوق آپؐ کے اسم مبارک------ نعت مبارک، وجود کی برکت اور آپؐ کے اوصافِ جمیلہ کی معرفت حاصل کرلے۔

حبیبِ کبریا ، فخرِ رُسل ، نورِ مبیں آیا
نرالا ہے جو ہر مخلوق سے وہ مہِ جبیں آیا
غریبوں کا سہارا ، آمنہ کی آنکھ کا تارا
یتیموں، غم کے ماروں، ناتوانوں کا معین آیا

جب سرکارؐ بادل سے ظاہر ہوئے۔ تو آپؐ سفید اونی کپڑے میں لپیٹے ہوئے تھے۔ اور آپؐ کے نیچے سبز ریشم کا کپڑا بچھا ہوا تھا۔ آپؐ کے ہاتھ میں آبدار موتیوں کی طرح تین چابیاں تھیں۔ اور کہنے والا کہہ رہا تھا کہ مدد کی چابی--- ذکر کی چابی--- اور نبوت کی چابی محمدؐ کی مُٹھی میں ہے۔ اور ایک روایت میں اسطرح آیا ہے کہ سیّدہ آمنہ نے پہلے سے ایک بہت بڑا بادل دیکھا۔ اُس میں گھوڑوں کے ہنہنانے پرندوں کے پروں کی پھڑ پھڑاہٹ اور مردوں کی آواز کو سُنا۔ حتیٰ کہ آپؐ سیّدہ آمنہ کی نظروں سے غائب ہوگئے۔ اور سیّدہ آمنہ نے کہنے والے کی آواز کو سُنا کہ وہ کہہ رہا تھا۔ کہ محمدؐ کو تمام زمینوں کی سیر کراؤ------ اور تمام نبیوں------ جنّوں اور فرشتوں پر پیش کرو۔ پھر جب بادل چھٹ گیا۔ تو دیکھا------ کہ آپؐ کی مُٹھی میں ایک سبز ریشم کا کپڑا ہے۔ جسے خوب لپیٹا گیا ہے۔ اُس سے آبِ معین نکل رہا ہے اور کہنے والا کہہ رہا ہے کہ تمام دنیا محمدؐ کے قبضہ میں ہے اور تمام لوگ خوشی خوشی آپؐ کے حلقہ میں داخل ہو رہے ہیں۔

مچی ہے دُھوم عالم میں حبیبِ کردگار آئے
سجا کے سر پر تاجِ لی مع اللہ تاجدار آئے

وہ آئے تو جہاں میں رحمتِ پروردگار آئی
خدائے پاک سے لیکر خصر وہ اختیار آئے

کوئی قوت اور طاقت نہیں ہے۔ سوائے اللہ تعالےٰ کے۔ جو وہ ارادہ کرتا ہے اُس کے کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

اُس کے بعد تین فرشتوں نے آپؐ کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیا۔ ایک فرشتے کے ہاتھ میں چھاگل تھی------ اور دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد سونے کا طشت تھا اور تیسرے فرشتے کے ہاتھ میں سفید ریشم کا کپڑا تھا۔ اُس ریشمی کپڑے سے ایک انگوٹھی نکالی گئی۔ جس کو دیکھنے والوں کو آنکھیں چندیا جائیں------ پس اُس انگوٹھی کو چھاگل میں سات مرتبہ غسل دیا گیا۔ پھر آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت لگائی گئی۔ پھر اُس ریشمی کپڑے میں آپؐ کو لپیٹ لیا گیا۔ اور فرشتوں نے آپؐ کو اُٹھا کر کچھ دیر کے لئے اپنے پروں میں رکھا۔ اُس کے بعد آپؐ کو سیّدہ آمنہ کی طرف واپس لوٹا دیا گیا۔

کیا رسول اللہؐ مہرِ نبوت کے ساتھ پیدا ہوئے؟

مندرجہ بالا روایت------ اُس روایت سے متصادم نہیں ہے۔ جس میں یہ ذکر ہے کہ آپؐ مُہرِ نبوت کے ساتھ پیدا ہوئے--- اور نہ اُس روایت کے خلاف ہے------ کہ جس میں کہا گیا------ کہ آپؐ کے کندھوں کے درمیان اُس وقت مہر نبوت لگی------ جب آپؐ کا حلیمہ سعدیہ کے پاس شقِ صدر ہوا۔ اس لئے کہ یہ

تکرار ------ اظہار امتیاز ------ واظہار اختصاص کو مانع نہیں ------ یہ تکرار آپ کا امتیاز واختصاص اور عنایت کو بڑھانے کیلئے تھا۔

وضاحت:

اللہ تعالٰے نے نبی کریم ﷺ کو بے شمار معجزات عطا فرمائے ------ اور اُن معجزات میں سے ایک معجزہ شقِ صدر کا بھی ہے ------ جس میں بے شمار حکمتیں پائی جاتی ہیں ------ اور اس بات کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ یہ واقعہ شانِ نبوت کے منافی نہیں ہے۔ شقِ صدر کی ایک بہت بڑی حکمت شرحِ صدر ہے۔ اور اس کے بعد ایک بہت بڑے درجہ اور مرتبہ پر فائز کرنا مقصود ہے جس مرتبے میں حقائق ملک وملکوت ------ لاہوت وجبروت منکشف ہو جاتے ہیں۔ اور زبان اسرارِ غیب کی کنجی اور دل اُسکا خزانہ ہو جاتا ہے۔ مُہر نبوت کے متعلق حدیث میں آیا ہے۔ کہ وہ مہر گولی کی طرح گوشت میں اُبھری ہوئی تھی ------ اور اسی طرح یہ بھی وارد ہوا ------ کہ مہر نبوت کی شکل بیضۃ الحمامہ کے مشابہ تھی ------ حضرت علائی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ------ ظاہری مُہرِ نبوت میں یہ تحریر تھا۔

"تَوَجَّه حَیثُ شِئتَ فَاِنَّک مَنصُوُر"

آپ جہاں چاہیں متوجہ ہوں آپ کی نصرت کی جائے گی

آمدِ مصطفٰے ﷺ سے سابقہ اُمم کی حکومت کا رخصت ہونا

احبار اور رہبان کی ایک جماعت نے شبِ ولادت ------ آپ ﷺ کی

ولادت سے قبل آپ ؐ کی ولادت کی خبری دی ------اور اس بات پر متفق ہوئے کہ اب بنی اسرائیل کی حکومت ختم ہو جائے گی ۔اُن احبار اور رھبان سے بعض احبار اور رھبان آپ ؐ کی نبوت و رسالت پر ایمان بھی لے آئے۔ ولادت کی رات ایوانِ کسریٰ میں زلزلہ آنا۔ اور اُسکا بنیادوں سمیت ِگر جانا اور محل کے چودہ کنگروں کا زمین پر ِگرنا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اب اُن کی حکومت چودہ سال باقی ہے۔ اس عرصہ کے بعد ختم ہو جائے گی ۔ چنانچہ اُن کا آخری حاکم حضرت عثمانؓ کی خلافت میں فوت ہوا۔

آپ ؐ کی ولادت پر فارس کا آتش کدہ بُجھ گیا۔ اہلِ فارس اُسکی پوجا کرتے تھے اور آپ ؐ کی آمد سے پہلے آتش کدہ ایک ہزار سال سے نہ بُجھا تھا۔ بلکہ دن رات مشتعل اور فروزاں تھا------ لیکن شب ولادت اُس کا بڑکاؤ اور شُعلہ باری بالکل سرد اور ختم ہو گئی------ بحر طبریہ ------ جس میں سیر کیلئے کشتیاں چلتی تھیں۔ وہ یک لخت خشک ہو گیا۔ شب ولادت اُس دریا میں ایک قطرہ بھی پانی کا نہ رہا۔ اُسی خشک دریا پر ایک شہر کی بنیاد رکھی گئی۔ اس شہر کا نام ساوہ رکھ دیا گیا۔ شبِ ولادت شیاطین کو شہاب ستارہ کے ذریعہ دُور بھگا دیا گیا۔ تاکہ وہ آسمان کی خبریں نہ لے سکیں۔ اُس کے بعد شیاطین پھر آسمان کے قریب نہیں گئے۔ ابلیس کو آسمانوں کی خبروں سے روک دیا گیا۔ پس اُس وقت وہ سخت چلاّیا۔ یہ شیطان ابلیس زندگی میں چند مرتبہ سخت چیخا چلاّیا۔

اُس وقت جب اللہ نے اس پر لعنت فرمائی----- اُس وقت جب آقا کریمؐ کی ولادت ہوئی-------- بعثتِ رسولؐ کے وقت-------- جب سورۃ فاتحہ نازل ہوئی------ اکثریت کے نزدیک------ آپ ؐختنہ شدہ------ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے ۔حتیٰ کہ آپ ؐ کا ستر کسی نے نہیں دیکھا۔

اسمِ محمدؐ کی وجہ تسمّیہ

اسمِ محمدؐ-------- کی وجہ تسمیہ ------- آپؐ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب کا خواب ہے----- اُنہوں نے دیکھا----- کہ ایک چاندی کی زنجیر جواُن کی کمر سے نکلی اُس کا ایک سِرا آسمان کی طرف ہے------ دوسرا سرا زمین میں ہے----- ایک سرا مشرق میں اور دوسرا سرا مغرب میں ہے------ پھر وہ زنجیر ایک درخت کی صورت میں بدل گئی ہے------- درخت کے ہر پتے پر ایک نور ہے--اور اہل مشرق ومغرب اُس درخت کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں ___ پس اس خواب کی تعبیر یہ تھی کہ حضرت عبدالمطلب کے صلب میں ایک مولود ہے------ اہل مشرق اور اہل مغرب اُس مولود کی اتباع اور پیروی کریں گے ----- اہل آسماں اور اہل زمین اُن کی تعریف کریں گے ------ اس وجہ سے آپؐ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب نے آپ کا نام محمدؐ رکھا۔

وضاحت:

جب ساتویں روز آپؐ کا عقیقہ کیا گیا------ تو تمام قریش کو دعوت دی گئی جب لوگ کھانے پینے سے فارغ ہوئے ------ تو قریش نے حضرت عبدالمطلب سے کہا:

مَاسَمَّیْتَہ ____ آپ نے اس مولود کا کیا نام رکھا

قَالَ سَمَّیْتُهٗ مُحَمَّدًا--- حضرت عبد المطلب نے فرمایا میں نے اس مولود کا نام "محمدؐ" رکھا ہے۔

قریش نے کہا-----فَمَارَغِبْتَ بِهٖ عَنْ اَسْمَاءِ اَهْلِ بَیْتِهٖ----- کہ آپ کے اہل بیت میں یہ نام کسی کا نہیں ___ پھر ایسا نام کیوں رکھا حضرت عبد المطلب نے جواب دیا۔

اَرَدْتُ اَنْ یَّحْمَدَهُ اللهُ فِیْ السَّمَاءِ وَخَلْقُهٗ فِیْ الْاَرْضِ

میں چاہتا ہوں----- کہ آسمانوں میں اس کی تعریف اللہ کرے اور زمین میں اس کی تعریف مخلوق کرے----- بعض محققین فرماتے ہیں ----- کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت عبد المطلب کو الہام فرمایا----- کہ اس مولود کا نام محمدؐ رکھو-----اس لئے کہ اس کی ذات میں جو صفاتِ حمیدہ ہیں----- اُن کی مطابقت اسم سے ہو جائے جیسا کہ آپ کے شفیق چچا حضرت ابو طالب نے فرمایا:

وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِیُجِلَّهٗ
فَذُوالْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ [1]

اسم محمدؐ اللہ کے اسم محمود سے نکلا----- تا کہ تجلّی اسمِ باری-----اسمِ محمدؐ میں بھی ہو۔ پس اللہ عرش پر محمود ہے-----اور یہ زمین پر محمدؐ ہیں۔

---

[1] مولد رسول اللہؐ ابن کثیر دمشقی ص ۲۶

یومِ ولادت وجائے ولادت

آپؐ کے جائے ولادت اور دِن کے متعلق اقوال کثیرہ ہیں------ لیکن اس میں کوئی اختلاف نہیں------ کہ آپؐ سوموار کے دِن پیدا ہوئے ------اور مشہور روایت کے مطابق آپ کی ولادت ماہِ ربیعُ الاول میں ہوئی------اور مشہور روایت کے مطابق بارہ ربیع الاول کو ہوئی------متقدمین میں کئی آئمہ حفاظ وغیرہ کہتے ہیں------ کہ آپؐ کی ولادت آٹھ ربیع الاوّل کو ہوئی------اور صحیح یہ ہے کہ آپؐ مکہ میں پیدا ہوئے------اس کے علاوہ اعتقاد رکھنا جائز نہیں------اور مشہور روایت کے مطابق آپؐ کا جائے ولادت------ ''سوق اللیل'' کی جگہ ہے جہاں اب مسجد ہے -------اس مسجد کی تعمیر ہارون الرشید کی والدہ خیزران نے کروائی------اور سب سے پہلے آپؐ کو ثویبہ نے دودھ پلایا------ ثویبہ ابولہب کی لونڈی ہے------جب ابولہب کو آپ کی ولادت کی خوشخبری دی گئی تو ابولہب نے ثویبہ کو آزاد کردیا------پس اللہ تعالیٰ نے میلاد کی فرحت اور خوشی کی جزا میں ابولہب سے ہر سوموار کو عذاب ہلکا کردیا------ جس طرح کہ آپؐ کے چچا ابوطالب کو نبی کریمؐ کی تربیت اور پرورش کی وجہ سے جزا دی گئی۔ کہ اُن سے عذاب کو ہلکا کردیا گیا۔

وضاحت:

سوموار کا دن------ نبی کریم ﷺ کی زبانی ثابت ہے جیسا کہ حدیث میں ہے------ حضرت ابی قتادہ انصاریؓ------ کہتے ہیں:

سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَیْنِ فَقَالَ ذٰلِکَ یَوْمٌ وُلِدْتُ فِیْهِ وَاُنْزِلَ عَلَیَّ فِیْهِ۔[1]

کہ رسول اللہ ﷺ سے سوموار کے دِن کے روزہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا-----اس دن میں میری ولادت ہوئی-----اور اسی دن پہلی مرتبہ مجھ پر قرآن نازل ہوا

امام احمد بن حنبل اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا قول نقل کیا:

قَالَ وُلِدَ نَبِیُّکُمْ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَنُبِّیَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَتُوُفِّیَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ ____ وَهَاجَرَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ ____ وَدَخَلَ الْمَدِیْنَةَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ ____ صَلَوٰتُ اللهِ وَسَلَامُهٗ عَلَیْهِ۔[2]

ابن عباسؓ نے کہا----- کہ تمہارے نبی ﷺ سوموار کے دِن پیدا ہوئے۔ سوموار کے دِن نبوت کا علان ہوا اور سوموار کے دِن وفات پائی-----اور سوموار کے دِن ہجرت فرمائی-----اور سوموار کے دن مدینہ میں داخل ہوئے۔

وضاحت ابولہب اور ابوطالبؓ میں فرق

روایت میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوطالبؓ اور ابولہب کے درمیان کشتی ہوئی تو ابولہب نے حضرت ابوطالبؓ کو پچھاڑ دیا۔ اور اُن کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہؐ نے ابولہب کی زُلفوں کو پکڑ کر کھینچا۔ تو ابوالہب نے کہا کہ

[1] رواہُ مسلم فی الصیام [2] مسند الامام احمد و دلائل لالنبوۃ

اے لڑکے ہم دونوں تمہارے چچا ہیں۔ پھر تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا۔ سرکارؐ نے جواب دیا۔ اس لئے کہ میں اِن سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں۔

حضرت ابو طالبؓ کو ابولہب پر قیاس نہیں کرنا چاہیے------اِس لئے کہ ابولہب کے کُفر پر نصِ قطعی موجود ہے۔ لیکن حضرت ابو طالبؓ کے متعلق روایت ہے کہ آپ نے کلمہ پڑھ لیا------اہلسنت کیعقیدہ پر لکھی جانے والی کتاب شرح العقائد تفتازانی------جو کہ درسِ نظامی میں پڑھائی جاتی ہے------اُس کی شرح نبراس کے حاشیہ پر حضرت قاضی برخوردار ملتانی لکھتے ہیں:

ظهر ایمان ابی طالب عمه لانه قال اخر ما کلمهم ای ابا جهل وغیره فهو علی ملة عبدالمطلب کمافی البخاری وعبدالمطلب کان علی التوحید وهو الحق کمااقربه السیوطی---والسبکی-----والشعرانی-----والقرطبی-----واهل الکشف.

اس سے ظاہر ہو گیا کہ حضورؐ کے چچا حضرت ابو طالبؓ مومن تھے------ کیونکہ انہوں نے آخری وقت ابوجہل اور اُسکے ساتھیوں سے فرمایا------- کہ میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں اور عبدالمطلب دین توحید پر تھے------اور یہی مذہب حق ہے------ جیسا کہ امام سیوطیؒ------امام سبکیؒ------امام شعرانیؒ------امام قرطبیؒ اور اہل کشف اولیاء نے اس کا اقرار کیا ہے۔

ویدل علیه قوله تنفعه شفاعتی مع قوله تعالیٰ ولا تنفعهم شفاعة الشافعین وقال شفاعتی لا هل الکبائر من امتی.

اور حضرت ابوطالب کے ایمان پر صحیح بخاری کی یہ روایت دلیل ہے ------ کہ سرکارِ مدینہؐ نے ارشاد فرمایا----- کہ ابوطالب کو میری شفاعت نے فائدہ اور نفع پہنچایا ہے-----اور قرآن مجید میں ہے کہ کافروں کو شفاعت فائدہ نہیں دے سکتی اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ میری شفاعت میری اُمت کے اُن گنہگاروں کیلئے ہوگی جو بڑے بڑے گناہ کرنے والے ہیں اس سے پتہ چلا------ کہ شفاعت اُمت کیلئے ہے۔نہ کہ کافروں کیلئے آگے فرماتے ہیں

اِنَّهٗ کَانَ مُؤمِناً وَهُوَ الْحَقُّ الصَّرِیح

حضرت ابوطالبؓ پکّے مومن تھے------اور یہی مذہب حق ہے------ جیسا کہ سید محمد بن عبدالرسول برزنجیؒ ------ نے اپنی تصنیف ''بغیۃ الطالب'' میں اور امام زینی دحلان مکیؒ ------- نے اسنی المطالب میں ثابت کیا ہے اسی طرح امام شعرانیؒ-----امام قرطبیؒ-----اور کثیر تعداد میں اولیاء کرام حضرت ابوطالب کو مومن سمجھتے تھے-----ایمان ابوطالب کا اعتراف سب سے پہلے اہل بیت اطہار کے افراد نے کیا-----امام ابن اثیر جذریؒ نے جامع الاصول میں لکھا۔اہل بیت ابوطالب کے ایمان کے قائل تھے------ معارج النبوۃ میں بھی یہ بات مذکور ہے------ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا جھکاؤ بھی حضرت ابوطالب کے ایمان کی طرف ہے۔تاریخ ابن ہشام میں ہے۔کہ حضرت ابوطالب ایمان لے آئے تھے۔[1]

---

[1] حاشیہ نمبر اس ص ۵۲۸

واقعہ رضاعت

ملی حلیمہ ہے دائیوں سے برتری تجھ کو
ملی ہے کشورِ عالم کی سروری تجھ کو
نثار شاہی زمانے کی تیری قسمت پر
ملی ہے خضرؑ دوعالم کی چاکری تجھ کو

آپ کو حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا------ حضرت حلیمہ جب مکہ تشریف لائیں تو حضورؐ اُن کیلئے اپنی چادر بچھا دیتے۔ اور اسی طرح اُن کے خاوند سے بھی پیش آتے------ اور شیما جنہوں نے آپؐ کے ساتھ اپنی ماں کا دودھ پیا تھا۔ اُن کیلئے بھی اپنی رِدا بچھا دیتے------ اور واقعہ رضاعت کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ حضرت حلیمہ سعدیہ اپنی قوم کی عورتوں کے ساتھ بچوں کی تلاش میں مکہ مکرّمہ آئیں۔ تمام دائیوں نے حضور علیہ السلام کو یتیم سمجھ کر اُن کو لینے سے اعراض کیا------ حتیٰ کہ حلیمہ وہ پہلی دائی ہیں۔ جن کو حضورؐ کے علاوہ کوئی بچہ نہ مِلا------ حضرت حلیمہ جب حضورؐ کے پاس آئیں------ تو آپؐ دودھ سے زیادہ سفید کپڑے میں لپیٹے ہوئے تھے۔ اور کستوری کی خوشبو اُٹھ رہی تھی۔ آپؐ سبز ریشمی کپڑے پر پس پشت لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت حلیمہ ڈریں کہ کہیں حضورؐ جاگ نہ جائیں۔ حضرت حلیمہ نے اپنا ہاتھ حضور علیہ السلام کے سینۂ اقدس پر رکھا۔ حضورؐ نے تبسم فرمایا اور مسکرا کر دونوں آنکھیں کھولیں۔

چاند شرمندہ ہے اُن کا روئے تاباں دیکھ کر
پھول شرمائے چمن میں اُن کو خنداں دیکھ کر
کس کی طاقت ہے کہ دیکھے بے حجاب حُسنِ حضورؐ
طُور جل اُٹھا تھا اُن کا حُسنِ عُریاں دیکھ کر

آپؐ کی آنکھوں سے ایک نور نکلا----- حتیٰ کہ وہ نور آسماں میں داخل ہو گیا حضرت حلیمہ نے حضورؐ کو چُوم لیا----- اور دودھ پلانے کیلئے اپنا دایاں پستان پیش کیا۔ پس حضورؐ نے دودھ پیا۔

پھر حضرت حلیمہ نے اپنا بایاں پستان پیش کیا۔ حضورؐ نے دودھ پینے سے انکار کیا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے حضورؐ کو الہام فرمایا۔ کہ تیرا ایک اور دودھ شریک بھائی ہے۔ حلیمہ کا بیٹا۔ اس لئے عدل و انصاف کرنا۔ پس آپؐ نے بایاں پستان ترک کر دیا۔ حضرت حلیمہ اور اُن کی اُونٹنی اور دراز گوش سخت بھوک کی وجہ سے کمزور اور لاغر ہو چکے تھے دودھ خشک ہو چکا تھا۔ جونہی حضورؐ حلیمہ کی گود میں آئے تو حضرت حلیمہ کی چھاتی دودھ سے بھر گئی۔

دی حلیمہ کو مبارک حضرت جبرائیل نے
پیار کی آغوش میں شہکار قدرت دیکھ کر

پس آپؐ نے اور آپؐ کے رضاعی بھائی نے جی بھر کے دودھ پیا---- اور شب ولادت اُن کی اونٹنی کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ جب صبح ہوئی اور سیدہ آمنہ سے

الوداع ہونے لگیں تو حلیمہ نے حضورؐ کو سواری پر اپنے سامنے بٹھایا۔

میں آج اپنے پیارے کو لے کر چلی ہوں
خدا کے دُلارے کو لے کر چلی ہوں
نصیبہ میرا ناز کرتا ہے مجھ پر
کہ روشن ستارے کو لے کر چلی ہوں
ہیں سب انبیاء اُن کا منہ تکنے والے
میں کُل کے سہارے کو لے کر چلی ہوں
ہوئے دو جہاں جس کے جلووں سے روشن
اُسی مہ پارے کو لے کر چلی ہوں

حلیمہ نے دراز گوش کو دیکھا۔ کہ اُس نے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے تین مرتبہ سجدہ کیا۔ اور آسمان کی طرف سر اُٹھایا۔ جب حلیمہ اپنی قوم کی عورتوں کے ساتھ مکہ سے واپس لوٹیں۔ تو حلیمہ کی سواری تیز رفتاری کی وجہ سے سب سے آگے تھی عورتیں متعجب اور حیران تھیں۔ حضرت حلیمہ نے کہا------اس نو مولود کی وجہ سے اس سواری کی شان بڑھ گئی ہے--- حلیمہ کی سواری بولی------میری بڑی شان ہے------میں مرنے کے بعد زندہ ہوئی ہوں------اے عورتو------ کیا تمھیں علم ہے کہ میری پشت پر کون سوار ہے؟

میری پشت پر تمام نبیوں سے افضل و بہتر اور تمام اگلوں پچھلوں کا سید و سردار ہے۔ جب حلیمہ سعدیہ اپنے ٹھکانے پر پہنچی۔ تو وہ زمین جو قحط سالی کی وجہ سے خشک

اور ویران ہو چکی تھی۔ حضورؐ کی برکت سے سرسبز اور ہری بھری ہو گئی۔

زمین کی ساری پھبن ، وادیاں، چمن کُہسار
یہ رنگ و نور ، یہ خوشبو یہ بوستاں تیرا
ہیں پیش کرتے وہ صحرا جناں کا منظر
گزر ہوا ہے کریما جہاں جہاں تیرا

حضرت حلیمہ کی بکریاں جب چراگاہ سے واپس آتیں۔ تو دودھ سے بھری ہوتیں۔ جبکہ دوسرے لوگوں کی بکریوں کے تھنوں میں ایک قطرہ بھی دودھ کا نہ ہوتا۔

شرحِ صدر

جب حلیمہ سعدیہ کے پاس سرکارؐ کو دو سال گزر گئے۔ تو حلیمہ سعدیہ آپ کو ساتھ لیکر سیّدہ آمنہ کے پاس آئیں۔ ملاقات کے بعد حلیمہ سعدیہ ------ سیّدہ آمنہ سے اجازت لیکر حضورؐ کو ساتھ لیکر اپنے وطن واپس لوٹیں۔

دو ماہ کے بعد ایک حیرت کُن واقعہ پیش آیا۔ کہ حضورؐ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بستی کے عقب میں چراگاہ میں بکریاں چرا رہے تھے۔ کہ آپ کا رضاعی بھائی تیزی کے ساتھ اپنے والدین کے پاس آیا۔ اور کہا کہ قریشی بھائی کے ساتھ عجیب وغریب واقعہ پیش آیا ہے۔ وہ جلدی جلدی حضورؐ کے پاس آئے تو دیکھا۔ کہ حضورؐ کا رنگ متغیّر ہے۔ اُنہوں نے آپؐ کو سینے کے ساتھ لگایا۔ اور دریافت کیا۔ آپؐ نے کہا۔ کہ

اُنکے پاس دو شخص آئے۔اُن کے بدن پر سفید لباس تھا۔اُنہوں نے آپؐ کو لٹایا۔اور شقِ صدر کیا۔

پس یہ بات سُن کر اُن دونوں کو آپؐ کے متعلق خوف لاحق ہوا اور فوراً حضورؐ کو اُن کی والدہ مکرّمہ تک پہنچایا۔جب وہاں پہنچے تو سیّدہ آمنہ نے فرمایا۔تم تو اِس بچے کے بڑے خواہش مند تھے۔پھر اِسے جلدی کیوں واپس لائے۔تو حلیمہ اور اُن کے شوہر نے سارا واقعہ سُنایا۔

یہ سُن کر سیّدہ آمنہ نے فرمایا: کیا تمھیں اس بات کا خوف لاحق ہوا------ کہ اِس بچے پر شیطان غالب ہوگا------ خدا کی قسم------ شیطان اِس بچے کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا------ میرے اِس بیٹے کی بڑی شان ہوگی۔

پہلی بار شقِ صدر اُس وقت ہوا۔جب آپؐ کی عمر شریف دس سال سے کم تھی۔اس کے بعد یہ عظیم واقعہ اُس وقت پیش آیا۔جب آپؐ مبعوث برسالت ہوئے۔اس کے بعد یہ واقعہ معراج سے پہلے پیش آیا۔تا کہ آپؐ کو عام بچوں کے عادات واطوار سے الگ رکھا جائے۔اس کے بعد آپؐ اس خصوصیت اور کمال کے ساتھ بالغ ہوئے۔

پھر اِسی کمال وخصوصیت سے آپؐ کی بعثت ہوئی۔شقِ صدر میں یہ حکمت پوشیدہ تھی کہ آپؐ کو بعد میں آنے والے کمالات جن میں ترقی ممکن ہے جن کی انتہا نہیں۔کیلئے تیار کیا جاسکے۔اور یہ امر ظاہرہ اور باطنہ کے اکمل احوال کی بناء پر تخلیق کے منافی نہیں۔

پنگھوڑے میں گفتگو

جب آپؐ حلیمہ سعدیہ کی بکریاں باہر چراگاہ میں لے کر جاتے۔تو بادل

آپؐ پر سایہ کرتا۔ جب حضورؐ رک جاتے۔ تو بادل بھی رک جاتا------اور جب حضورؐ چلتے------تو بادل بھی آپؐ کے ساتھ چل پڑتا------ آپؐ پنگھوڑے میں لیٹ کر چاند سے کھیلتے۔اور جدھر آپؐ کی اُنگلی اٹھتی------چاند اُدھر کو جھک جاتا۔

چاند جُھک جاتا جدھر اُنگلی اُٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اِشاروں پر کھلونا نور کا

بعد میں جب یہ بات آپؐ کے سامنے ذکر ہوئی۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا اور میں چاند سے باتیں کرتا تھا۔ چاند مجھے رونے سے بہلاتا تھا۔اور میں نے عرش کے نیچے------چاند کے سجدہ کرنے کی آواز کو سُنا------اور آپؐ نے پیدا ہونے کے بعد کلام فرمایا------ آپ کے پنگوڑے کو فرشتے ہلاتے------ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں۔ جو آپ نے پہلا کلام فرمایا وہ یہ تھا

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُلِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا۔

ترجمہ: اللہ تعالٰی سب سے بڑا ہے۔اور اللہ تعالٰی کیلئے بے شمار حمد ہے اور صبح و شام میں اللہ تعالٰی کے لئے پاکیزگی بیان کرتا ہوں۔

والدہ ماجدہ کا وصال

جب حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم کی عمر شریف چار سال یا اس سے زیادہ

ہوئی ۔تو آپؐ اپنی والدہ مکرّمہ کے ہمراہ------اپنے جدّ حضرت عبدالمطلب کے ماموؤں------جن کا تعلق قبیلہ بنی عدی بن نجار سے تھا۔کی زیارت کے لئے مدینہ تشریف لے گئے ۔اس سفر میں آپ کی دایہ------اُمِ ایمن ساتھ تھیں۔کچھ دِن قیام کے بعد جب سیّدہ آمنہؓ مدینہ سے واپس لوٹیں۔تو مقام ابواء پر سیّدہ آمنہ کا وصال ہوگیا۔چنانچہ آپ کو مقام ابواء میں دفن کیا گیا۔اور ایک قول کے مطابق آپ کو مکہ کے حجون قبرستان میں دفن کیا گیا۔اُمِ ایمن حضورؐ کو اپنے بابا حضرت عبداللہ کی طرف سے وراثت میں ملیں------دوسرے قول کے مطابق ------اُمِ ایمن سیّدہ آمنہ کی طرف سے آپ کو ورثہ میں ملیں------اور تیسرے قول کے مطابق حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو ہبہ کیں۔

سیّدہ آمنہ کا آخری کلام

وضاحت:

جس وقت سیّدہ آمنہ کا وصال ہوا۔تو سرکارؐ اپنی والدہ کے سرہانے تشریف فرما تھے ۔سیّدہ آمنہ نے آپؐ کے چہرۂ انور کی طرف دیکھ کر فرمایا"اے میرے بچے ----اللہ تعالیٰ تجھے بابرکت فرمائے ----اے اُس شخصیت کے بیٹے جو شدّتِ موت سے انعام کرنے والے بادشاہ کی مدد سے محفوظ رہا----جب قُرعہ اندازی میں اُسکا نام نکلا----تو ایک سو قیمتی اُونٹ اُس کے فدیہ کے طور پر دیئے گئے----اگر وہ بات سچی ہے جو میں نے خواب میں دیکھی ہے تو تُو جلال واکرام والی ذات کی طرف سے مخلوق کی طرف مبعوث ہوگا۔تُو حلال وحرام کے بیان کے لئے نیز احقاقِ حق

اور اسلام کے بیان کیلئے مبعوث ہوگا۔ جو تیرے محسن حضرت ابراھیم علیہ السلام کا دین ہے پس اللہ تعالےٰ نے تجھے دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر بتوں کی تعظیم کرنے سے منع کیا ہے۔

پھر فرمایا:---- ہر زندہ شخص نے مرنا ہے---- ہر جدید چیز پرانی ہو جاتی ہے اور بڑی عُمر کو پہنچنے والے کیلئے فنا ہے---- میں فوت ہونے والی ہوں۔ اور میرا ذکر باقی رہے گا۔ میں نے بھلائی چھوڑی (یعنی رسولِ اکرمؐ کی ذاتِ مبارکہ) میں نے ایک پاک بچے کو جنم دیا۔ اس کے بعد آپ کا وصال ہو گیا۔

پس آپ پر جنات نے نوحہ کہا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:

ہم اِس نوجوان خاتون پر روتے ہیں---- جو نیکوکار اور امانت دار تھیں---- حُسن و جمال---- پاک دامنی اور وقار والی تھیں۔

حضرت عبداللہ کی زوجہ مبارکہ اور ساتھی نیز باوقار نبیؐ کی والدہ ماجدہ تھیں وہ نبی جو مدینہ طیبہ میں صاحبِ منبر ہونگے۔ اور آپ یعنی سیّدہ آمنہ اپنی قبر مبارک میں بطورِ رہن جاگزیں ہوگئیں۔[1]

دادا جان کا وصال

روایاتِ کثیرہ اس بات پر شاھد ہیں۔ کہ جب حضورؐ کی عمر شریف تقریباً آٹھ سال ہوئی----- ایک قول کے مطابق آپ کی عمر آٹھ سال سے کم تھی۔ ایک

[1] المواھب اللدنیہ

قول کے مطابق آپؐ کی عمر آٹھ سال سے زیادہ تھی۔ جب آپؐ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب کا وصال ہوا۔ اُس وقت حضرت عبدالمطلب کی عمر ایک سو چالیس سال یا ایک سو دس سال تھی۔ آپ کو مکہ میں حجون قبرستان میں دفن کیا گیا۔ حضرت عبدالمطلب کے بعد------اُن کی وصیت کے مطابق------ آپؐ کی کفالت آپ کے شفیق اور مہربان چچا حضرت ابو طالب نے فرمائی۔

کفالت حضرت ابو طالبؓ

وضاحت:

حضرت ابو طالبؓ----- حضرت عبداللہ کے سگے بھائی تھے۔ اور آپؓ کا نام تو اریخ میں عبد مناف وارد ہوا ہے ---حضرت عبدالمطلبؓ نے آخری وقت----- حضور علیہ السلام کو حضرت ابو طالبؓ کے سپرد کیا---- حضرت ابو طالب اپنے فرزندوں سے بڑھ کر حضورؐ سے محبت کرتے تھے۔ اسی طرح حضورؐ سب سے بڑھ کر اپنے شفیق چچا حضرت ابو طالبؓ سے محبت کرتے تھے۔ حضرت ابو طالب نے کفالت کے بعد---- کبھی بھی آپؐ کو تنہا نہیں چھوڑا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضورؐ آپ کی ملاقات کے بغیر بے چین رہتے تھے۔ حضرت ابو طالب نے ہمیشہ حضورؐ کا دفاع فرمایا۔ اور اس میں آپ کو کئی تکالیف اور اذیتوں سے گزرنا پڑا---- آپ نے اپنے بچوں کو یہ تربیت دی تھی--------- کہ جب دسترخوان بچھ جائے، کھانا لگ

جائے، جب تک محمدؐ کھانا شروع نہ کریں۔کوئی پہل نہ کرے۔آپ اکثر فرماتے:میرا یہ بیٹا یعنی محمدؐ بڑی برکت والا ہے۔اسی طرح حضورؐ نے زندگی بھر آپ کو یادر کھا۔جس سال حضرت ابو طالب نے وصال فرمایا۔اُس سال کو حضورؐ نے عام الحزن کہا یعنی غم کا سال۔حضورؐ فرماتے:میرے لئے یہ غم کا سال ہے۔کہ اس میں میرے دو غمگسار دنیا سے چلے گئے۔ایک میرا مہربان چچا ابو طالب اور دوسری میری رفیقہ حیات خدیجۃ الکبریٰ۔حضرت ابو طالب نے حضورؐ کی ولادت کے موقعہ پر سو اُونٹ قربان کیا۔ابن عساکر نے جلمہ بن عرفطہ سے نقل کیا۔وہ کہتے ہیں۔میں مکہ مکرمہ میں آیا۔تو اہل مکہ قحط میں مبتلا تھے۔قریش حضرت ابو طالب کے پاس حاضر ہوئے۔اور کہا:وادی میں قحط پڑ گیا ہے۔اور اہل وعیال بھوک کا شکار ہیں۔آپ بارش کیلئے دُعا فرمائیں۔چنانچہ حضرت ابو طالب دُعا کیلئے چلے تو آپ کے ساتھ ایک بچہ تھا۔گویا وہ بادلوں والے دن کا سورج ہے اور اس سے سخت کالے بادل روشن ہو رہے ہیں۔اس کے اِردگرد چھوٹے بچے تھے۔حضرت ابو طالب نے اس بچے----یعنی نبی کریمؐ کا ہاتھ پکڑ کر اس کی پشت کو کعبہ شریف سے لگا دیا۔اور بچے نے اپنی اُنگلی سے اِشارہ کیا۔آسمان میں بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا۔پس اِدھر اُدھر سے بادل اُمڈ آئے۔اور اتنی زیادہ بارش ہوئی کہ وادی سے پانی بہنے لگا۔اور دیہات اور شہر والے سیراب ہو گئے۔اُس وقت حضرت ابو طالب نے حضورؐ کو اُٹھایا ہوا تھا۔اور یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهہ

ثمال الیتامیٰ عصمة لارامل

وہ روشن چہرہ کہ اس کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ یہ بچہ یتیموں کا فریادرس اور مساکین اور بیواؤں کا محافظ ہے۔ حضرت ابوطالب نے حضورؐ کی مدحت اور ثنا میں سو سے زیادہ اشعار کہے۔ جن کو دیوانِ ابوطالب میں جمع کیا گیا ہے۔ حدیث میں ہے کہ مدینہ میں ایک اعرابی نے سیّد عالمؐ سے بارش کیلئے دُعا فرمانے کی التجا کی۔ اور اپنی حالتِ زار عرض کی آپ نے ازراہِ لطف وکرم اس التجا کو شرفِ قبولیت بخشا اور آپ کی دُعا سے فوری موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ اور اس زور سے برسنے لگی کہ نشیبی علاقوں والے فریاد کرنے لگے۔ یارسول اللہ ہمیں غرق ہونے سے بچایئے۔ تو آپؐ نے دُعا فرمائی۔ اے اللہ ہمارے اِردگرد ہو اور ہم پر نہ ہو تو آپؐ کی انگلی کے اِشارے سے بادل فوراً چھٹ گئے۔ تو آپؐ ہنسے یہاں تک کہ آپؐ کی داڑھیں مبارک نمودار ہوئیں۔ اور فرمایا آج اگر میرے چچا ابوطالب زندہ ہوتے تو اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں پھر آپؐ نے فرمایا: کون ہے۔ جو مجھے میرے چچا کا وہ شعر سنائے۔ جو میرے بچپن میں اُنہوں نے کہا تھا: تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ بولے۔ یارسول اللہ یہ شعر

وابیض یستسقی الغمام بوجهہ

ثمال الیتامیٰ عصمة لارامل

حضورؐ نے فرمایا---ہاں

جب بنی ھاشم شعبِ ابی طالب میں محصور ہوئے۔ تو قریش نے ایک

خوبصورت جوان حضرت ابوطالب کو دیا۔اور کہا۔اس خوبصورت جوان کو تم لے لو۔اور اس کے بدلے میں محمدؐ کو ہمارے حوالے کردو۔تا کہ ہم اُسے قتل کردیں۔تو حضرت ابوطالب نے فرمایا:

اللہ کی قسم! جب تک میں زندہ ہوں۔وہ تیری طرف نہیں پہنچ سکیں گے۔جو تیرا کام ہے۔ظاہر کر----- تجھے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔اس سے خوش ہو -----اور آنکھیں تجھ سے ٹھنڈی ہوتی رہیں۔تو نے مجھے عزت دی۔اور میں نے معلوم کیا۔کہ تُو سچا ہے اور بے شک تو سچا اور امین ہے۔تحقیق میں نے جان لیا ہے۔محمدؐ کا دین تمام دینوں سے بہتر اور اچھا ہے[1]

بحیرا راہب کا سرکارؐ کو پہچاننا

جب آپ ﷺ کی عمر شریف بارہ سال ہوئی۔تو آپؐ نے اپنے شفیق و مہربان چچا حضرت ابوطالب کے ساتھ ملکِ شام کی طرف سفر کیا------جب بُصریٰ پہنچے۔تو وہاں بحیرا راہب نے آپ ﷺ کو پہچان لیا------اور آپ کی صفاتِ نبوت و رسالت اور آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت کی حضرت ابوطالب کو خبر دی۔

اور بحیرا نے سرکارؐ کی نبوت و رسالت پر ایمان کا اظہار کیا اور ساتھ ہی حضرت ابوطالب سے قسم لی------ کہ وہ آپؐ کو یہاں سے ہی واپس مکہ لے جائیں۔کیونکہ یہود سے خطرہ تھا۔جو آپؐ کے قتل کے درپے تھے۔اسی دوران سات رومی اُدھر

[1] حاشیہ نمبر اس

آ نکلے۔ جو آپ ؐ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ بحیرا نے اُن سے پوچھا------ کہ تم کیوں آئے ہو۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہمارے علم کے مطابق اُس نبی نے اِس مہینہ میں اپنے گھر سے نکلنا تھا۔ ہر راستے پر لوگ بھیجے گئے ہیں۔ بحیریٰ نے کہا تمہارا کیا خیال ہے جس کام کو اللہ تعالےٰ کرنا چاہے۔ اُسے کوئی روک سکتا ہے------ اُنہوں نے کہا نہیں۔ پھر اُن سات نے بحیریٰ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اور وہاں ٹھہر گئے۔ بحیرا نے دیکھا----- کہ ایک سفید بادل نے آپ ؐ پر سایہ کیا ہوا ہے۔ اور مشاہدہ کیا۔ کہ جب آپ ؐ ایک درخت کے نیچے جلوہ افروز ہوئے۔ تو درخت کی شاخیں سایہ کیلئے نیچے جھک گئیں ہیں۔

یہ اللہ کے آخری نبیؐ ہیں

پس جب سرکار ؐ کی عمر شریف بیس سال ہوئی۔ تو آپ نے تجارت کیلئے دوبارہ ملک شام کی طرف سفر کیا۔ اس سفر میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ بھی آپ ؐ کے ساتھ تھے۔ بحیرا راہب نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے آپ کے متعلق دریافت کیا۔ اُس کے بعد حضرت ابوبکر ؓ کو قسم دی کہ یہ اللہ کے آخری نبی ؐ ہیں۔

☆☆☆

فرشتوں نے پروں سے سایہ کیا

اس کے بعد پچیس سال کی عمر میں آپؐ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا مال لے کر تجارت کیلئے ملک شام کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سفر میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا غلام جس کا نام میسرہ تھا۔ وہ بھی آپؐ کے ساتھ تھا---- اُس نے مشاہدہ کیا کہ سخت دھوپ میں دو فرشتوں نے اپنے پروں سے آپؐ پر سایہ کیا ہوا ہے۔

اس منظر کو حضرت خدیجہ طاہرہ نے بھی مشاہدہ کیا۔ اس واقعہ کے تین ماہ بعد حضرت خدیجہ نے نکاح کیلئے خود پیغام بھیجا۔ جب آپ کا حضرت خدیجۃ الکبریٰ کیساتھ نکاح ہوا۔ اُس وقت آپؐ کی عمر شریف چالیس سال تھی۔

جب آپؐ پینتیس سال کی عمر کو پہنچے۔ تو قریش نے کعبہ مکرمہ کی تعمیر نو کی۔ اور آپؐ نے اپنے ہاتھوں سے حجر اسود کو اُس کے مقام اور محل پر رکھا۔

وضاحت:

جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے آپؐ کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ تو آپؐ نے اس کا ذکر اپنے شفیق چچا حضرت ابو طالب سے کیا۔ پس حضرت ابو طالب نے اس پیغام کو خوشی اور رضامندی سے قبول فرمانے کے بعد------ اپنے بھائی حضرت حمزہ کو رشتہ طلب کرنے کیلئے------ حضرت خدیجہ کے والد خویلد کے پاس بھیجا۔ پس اُنہوں نے بھی خوشی و رضامندی کا اظہار فرمایا------ اس نکاحِ عظیم میں بیس جوان اُونٹ حق مہر مقرر ہوا۔[1] جو آپؐ کے شفیق چچا حضرت ابو طالب نے ادا کیا۔

---

[1] سیرت المعبویہ لابن ہشام ا ص ۱۳۲

خطبۂ نکاح

وضاحت:

اِس عظیم نکاح میں حضرت ابو طالب نے جو خطبۂ نکاح پڑھا۔ اُس کا اُردو ترجمہ یہ ہے:

تمام تعریفیں اللہ تعالےٰ کیلئے ہیں۔ جس نے ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے --- اسماعیل کی کھیتی سے --- معد کی اصل سے --- اور مضر کے عُنصر سے پیدا کیا۔ ہمیں اپنے گھر کا نگران اور حرم کا متولی بنایا۔ ہمارے لئے ایسا گھر بنایا۔ جس کا حج کیا جاتا ہے۔ اور وہ عزت اور امن والا گھر ہے ------ نیز ہمیں لوگوں کا حاکم بنایا----- پھر میرا یہ بھتیجا----- محمد بن عبداللہ ہے۔ جس سے بھی اِس کا وزن کیا جائے۔ اِسے ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ اگرچہ اس کے پاس مال کم ہے۔ لیکن مال تو زائل ہونے والی چیز ہے۔ اور فانی ہے اور یہ اُن لوگوں میں سے ہے۔ جن کی قرابت تم لوگ جانتے ہو۔ اُنہوں نے خدیجہ بنت خویلد کو نکاح کا پیغام دیا۔ اور میرے مال سے ایک مقدار بطور مہر دیا۔ جس میں نقد بھی ہے اور اُدھار بھی ----- اللہ تعالیٰ کی قسم----- اس کے بعد میرے اس بھتیجے کیلئے بہت بڑی خبر اور عظیم معاملہ ہے۔[۲]

---

۲ المواہب اللدنیہ قسطلانی

وضاحت

کعبہ کی تعمیرِ نو

جب آپؐ کی عمر شریف پینتیس سال ہوئی۔ تو اُس وقت قریش کو کعبہ شریف کے سیلاب کی وجہ سے گرنے کا خوف ہوا۔ تو اُنہوں نے باقوم جو کہ بڑھئی تھا اور سعید بن عاصی کا آزاد کردہ غلام تھا۔ کو کعبہ کی تعمیر کیلئے بلایا۔ جب کعبہ کی تعمیر مکمل ہوئی اور حجراسود کو دیوار کعبہ میں نصب کرنے کا وقت آیا۔ تو اختلاف پیدا ہو گیا۔ ہر قبیلہ کی خواہش تھی۔ کہ حجراسود کے نصب کرنے کا اعزاز اُسے ملے۔ چنانچہ آخر فیصلہ ہوا۔ کہ کل صبح جو شخص سب سے پہلے باب بنوشیبہ سے داخل ہو گا وہ فیصلہ کرے گا۔ چنانچہ جب صبح ہوئی۔ تو دیکھا۔ کہ نبی کریمؐ سب سے پہلے وہاں تشریف لائے۔ تو آپؐ نے فیصلہ فرمایا۔ کہ ایک چادر بچھا کر اُس پر حجراسود رکھا جائے اور پھر ہر قبیلے کا ایک ایک آدمی چادر کے کنارے کو پکڑے۔ جب چادر کو سب نے مل کر اُٹھایا۔ تو آپؐ نے حجراسود کو اس کے مقام پر رکھ دیا۔ اس طرح آپؐ نے فیصلہ فرما کر قریش کو اِک بہت بڑے جھگڑے سے بچالیا۔[1]

بعثتِ مبارکہ

جب آپؐ کی عمر شریف چالیس سال ہوئی----- تو اللہ تعالےٰ نے آپکو عالمین کیلئے رحمت اور تمام خلق کیلئے رسول مبعوث فرمایا----- اللہ تعالےٰ آپؐ پر اور آپ کی آلؓ واصحابؓ اور اُنکی اتباع کرنے والوں پر برکتیں نازل فرمائے۔ اور اُن پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے---- اللہ تعالےٰ اپنے علم اور اپنے کلمات کی روشنائی کے مطابق کامل

---

[1] ایضاً

ترین صلاۃ وسلام اور برکت نازل فرمائے۔

اے اللہ!

ہم تیری بارگاہ کیلئے اُن کا وسیلہ پکڑتے ہیں-----اور اُنکے مقام و مرتبہ کے وسیلہ سے-----ہم اپنی حاجات کیلئے تیری بارگاہ میں عجز و انکساری کے ساتھ گڑگڑاتے ہیں۔وہی وسیلۂ عظمیٰ اور ساقی حوض کوثر ہیں-----جس کو پینے کے بعد کبھی پیاس نہیں لگتی۔

اے اللہ!

صلاۃ وسلام ہو اُن پر اور اُن کے اخوان انبیاء و مرسلین پر-----اور اُنکے بقیہ تمام اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور پاک و پاکیزہ آل اور آئمہ اربعہ مجتہدین اور اُنکے مقلدین بالاحسان پر روزِ قیامت تک اور تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں-----جو جہانوں کا پالنے والا ہے۔

تتمّہ

ابن حجر مکیؒ------کا مولود مکمل ہوا------ماہِ جمادی الاول میں-----ہفتہ کے دن-----ظہر کے بعد ۱۲۰۰ھ میں۔

اُردو ترجمہ ------ماہِ ذیقعد------بروز سوموار------فجر کے بعد 5 بجے ۲۰۱۴ء میں مکمل ہوا۔

الصّلوۃ و السّلام علیک یا رسول اللّٰہ

و علی الک و اصحابک یا حبیب اللّٰہ

مولد النبي صلى الله عليه وسلم

تأليف

أحمد بن حجر الهيتمي

(٩٠٩ - ٩٧٣ هـ)

ترجمة المؤلف

هو شهاب الدين أبو العباس أحمد بن محمد بن محمد ابن علي بن حجر – نسبة على ما قيل إلى جد من أجداده كان ملازماً للصمت فشبه بالحجر – الهيتمى السعدى الأنصارى الشافعى

ولد فى رجب سنة تسع وتسعمائة فى محلة أبى الهيتم من إقليم بالغربية وهى من محافظات مصر ، مات أبوه وهو صغير فكفله الإمامان الكاملان شمس الدين بن أبى الحمايل وشمس الدين الشناوى

طلب العلم بمسجد أحمد البدوى ثم تلقى مبادىء العلوم سنة أربع وعشرين وتسعمائة فى الجامع الأزهر وكان رحمه الله قد حفظ القرآن فى صغره

شيوخه : أخذ عن شيخ الإسلام القاضى زكريا والشيخ عبد الحق السنباطى والشمس المهدى والشمس السمهودى والأمين الغمرى والشهاب الرملى والطبلاوى وأبى الحسن البكرى والشمس اللقانى الضيروطى والشهاب بن النجار الحنبلى والشهاب بن الصائغ وجماعة .

وأذن له بالإفتاء والتدريس وعمره دون العشرين وبرع في علوم كثيرة كالتفسير والحديث والكلام والفقه أصولاً وفروعاً والفرائض والحساب والنحو والصرف والمعاني والبيان والمنطق . وحج سنة ثلاث وثلاثين وتسعمائة عند قدومه إلى مكة وجاور بها ثم عاد إلى مصر

تلاميذه : أخذ عنه مشافهة شيخ مشايخنا البرهان بن الأحدب .

قال ابن العماد فى الشذرات (٣٧١/٨) « وبالجملة فقد كان شيخ الإسلام خاتمة العلماء الأعلام بحراً لا تكدره الدلا إمام الحرمين كما أجمع عليه الملأ .... » .

وفاته : توفى رحمة الله عليه بمكة فى رجب سنة ثلاث وسبعين وتسعمائة ودفن بالمعلاة فى تربة الطبرين .

مؤلفاته :

عاش المؤلف رحمه الله أربعة وستين عاماً خلف فيها مصنفات ذاخرة فى شتى العلوم وإليك ذكرها أو بعضها :

١ – الزواجر فى معرفة الكبائر جزاءن مطبوع .

٢ – الصواعق المحرقة على أهل الأهواء والزندقة مطبوع بمصر .

٣ – زوائد سنن ابن ماجه .
٤ – الفتاوى الحديثية .
٥ – الفتاوى الفقهية مطبوع .
٦ – فتح الإله شرح المشكاة .
٧ – فتح الجود على شرح الإرشاد والفروع .
٨ – فتح المبين شرح الأربعين مطبوع .
٩ – الفضائل الكاملة لذوى الولاة العاملة .
١٠ – الفقه الجلى فى الرد على الحلى .
١١ – القول المختصر فى علامات المهدى المنتظر مطبوع
١٢ – القول الجلى فى خفض العقلى
١٣ – قرة العينين فى أن التبرع لا يبطله الدين .
١٤ – الإعلام بقواطع الإسلام مطبوع بدار الشعب القاهرة
١٥ – كف الرعاع عن محرمات اللهو والسماع دار الشعب
١٦ – مبلغ الإرب فى فضائل العرب مطبوع
١٧ – المناهل العذبة فى إصلاح ما هى من الكعبة
١٨ – معدن اليواقيت الملحقة فى مناقب الأئمة الأربعة .
١٩ – التحف العلية فى الخطب الحجرية .
٢٠ – المنح المكية شرح الهمزية للبوصيرى .
٢١ – إتحاف أهل الإسلام بخصوصيات الصيام .

٢٢ - أربعين عدلية .
٢٣ - إرشاد أهل الفن والأناقة فيما جاء فى الصدقه والضيافة مطبوع
٢٤ - إسعاف الأبرار شرح مشكاة الأنوار مطبوع بالهند
٢٥ - أسنى المطالب فى صلة الأقارب مطبوع بدار الصحابة
٢٦ - إتمام النعمة الكبرى على العالم بمولد سيد ولد آدم .
٢٧ - تحفة الزوار إلى قبر المختار ﷺ مطبوع بدار الصحابة .
٢٨ - تحرير الكلام فى القيام عند ذكر مولد سيد الأنام .
٢٩ - تحرير المقال فى أداب وأحكام يحتاج إليها مؤدبو الأطفال مطبوع .
٣٠ - تحذير الثقات من أكل الكفتة والفات مطبوع .
٣١ - تطهير الجنان واللسان من الخوض والتفوه بثلب معاوية بن أبى سفيان .
٣٢ - تطهير العيبة من دنس الغيبة .
٣٣ - تلخيص الإصرا فى حكم الطلاق المعلق بالإبرا .
٣٤ - تنبيه الأخيار عن معضلات وقعت فى كتاب الوظائف وأذكار الأذكار .
٣٥ - الجوهر المنظم فى زيارة قبر النبى المكرم .
٣٦ - الخيرات الحسان فى مناقب أبى حنيفة النعمان مطبوع

٣٧ – الدر المنضود فى الصلاة والسلام على صاحب المقام المحمود

٣٨ – درر الغمامة فى در الطيلسان والعذبة والعمامة .

٣٩ – نصيحة الملوك .

٤٠ – المنهج القويم فى مسائل التعليم .

٤١ – شرح قطعة من ألفية بن مالك .

٤٢ – شرح المنهاج .

٤٣ – الإيعاب شرح العباب .

٤٤ – شرح مختصر أبى الحسن البكرى فى الفقه .

٤٥ – شرح مختصر الروض .

٤٦ – الإحكام فى قواطع الإسلام .

وانظر ترجمته مفصلة فى كل من :

١ – الشذرات لابن العماد (٨/٣٧٠ – ٣٧١) .

٢ – هدية العارفين لإسماعيل باشا (٥/١٤٦) .

٣ – الكواكب السائرة .

وصف المخطوطة

عثرنا بحمد الله عز وجل واعتمدنا على صورة النسخة المخطوطة فى « دار الكتب الظاهرية » بدمشق تحت رقم « ٨٧٢٢ »

وهذا يقع ضمن مجموع فيه عدة رسائل وكتابنا هذا يقع فى عشرين ورقة .

والكتاب خطه واضح ويقع فى كل ورقة ثلاثة عشر سطراً يتراوح فى السطر ما بين خمس كلمات لسبع كلمات .

والكتاب ذكره الدكتور صلاح الدين المنجد فى كتابه « معجم ما أُلف عن رسول الله ﷺ » تحت اسم المختصر بهذا الرقم ص « ٢٩ »

وذكر أيضاً باسم مولد النبى ﷺ لابن حجر الهيتمى وذكره برقم « ٩٧٤ » ورمز له بـ « خ إبراهيم أفندى (٤٤١/٤) .

وانظر « معجم ما ألف عن رسول الله ﷺ » ص «٣٢»

والنسخة فيما يظهر من آخرها أنها نسخت بعد وفاة المصنف بمائتين وسبعة وعشرين عاماً وفرغ الناسخ منه كما قرره سنة ١٢٠٠هـ .

والخط واضح كما سيأتى فى صور المخطوطة . وفى فهرس مخطوطات دار الكتب المصرية القسم الثالث (ص ١٤٥) ذكر نسخة أخرى نسخت بعد نسختنا بسبعة وسبعين عاماً بقلم معتاد بخط عوض بن عبد الرسول فرغ منها فى ٩ ذى الحجة سنة ١٢٧٧ بهامشها بعض تقيدات وقوبلت على أصلها فى ٧ ورقات ومسطرتها ٣٣ سطراً ١٦×٢٢ سم .

والله أسأل أن ينفع به وأن يجعله ذخراً لنا فى يوم لا ينفع فيه مال ولا بنون إلا من أتى الله بقلب سليم .

والله أعلم .

بسم الله الرحمن الرحيم

الحَمدُ لله الذّىِ شَرَّف هَذَا العَالَمَ بمَولْدِ سَيد وَلد آدمَ ، وَكملَ بِهِ سُعودَ الأنبيَاء وَالمُرسَلِينَ ، وَجَميعَ المَلائِكة لا سِيَّمَا الكُروبِيينَ ، والمقُرَّبِينَ ، وجمع فيه سائِر الكمالات الباطنة ، والظاهرة ، وَجَعلهُ إمَامَ المُتَفَضل عَلِيهمْ وَالمُمِد لهَمْ فى الدْنَيا وَالآخرة ، وخَتَم بِشَرِيعَتِه الغَراء الوَاضِحَةُ البَيْضاء المَحفُوظَة من التَحرِيفِ والتَبْدِيلِ إلى أنَ يُنَفخ فى الصُّورِ إسرَافِيل فَهىَ خَيرُ الشَرائع وأعدلها كما أن أمته خير الأمم وأفضلها . ولذا به جمع جميع ما فى كتب الله المنزلة ، وفاق عليها بكمالات لا تحصى . مفصلة ، ومجملة ، كيف . والمانّ عليه . والمتفضل بوصوله إليه يقول عز قائلاً من جملة مدحه ويشير إلى بعض شرحه ﴿ ما فرطنا فى الكتاب من شىء ﴾

ومن ثم حوى من معجزاته ﷺ ستين ألف معجزة . بل أكثر من ذلك كما يعلمه من أطلعه الله على ما فيه من العلوم والمسائل ، وحوى أيضاً من أنواع تعظيم نبينا ﷺ

وفصاحة أمره وعلو كماله ، وقدره وخطابه بأنواع المدايح ، والكمالات ، وإعلام أمته بما بلغه من المقامات والخصوصيات ما لا يحيط بكنهه الأعظم إلا المتفضل عليه بما لم يصل إليه مخلوق ولم يلحقه كامل فيما له من المزايا والحقوق فمن ذلك الخطاب الأعلى قوله [عز قائلا] ﴿ **يا أيها النبى إنا أرسلناك شاهداً ومبشراً ونذيراً وداعياً إلى الله بإذنه وسراجاً منيراً ، وبشر المؤمنين بأن لهم من الله فضلاً كبيراً ، ولا تطع الكافرين والمنافقين ودع أذاهم وتوكل على الله وكفى بالله وكيلاً** ﴾

[أفضلية الرسول على من سبقه من الرسل]

فأكرمه الله [سبحانه] وتعالى بأن جعله شاهداً على الرسل بأنهم بلغوا أممهم جميع ما أوحى إليهم وذلك لأنهم أتباعه ، وخلفاؤه كما يومئ إلى ذلك قوله تعالى: ﴿ وإذ أخذ الله ميثاق النبيين لما أتيتكم من كتاب وحكمة ثم جاءكم رسول ﴾ أى محمد ﷺ .

﴿ مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه قال: ءأقررتم وأخذتم على ذلكم إصرى ﴾ أى عهدى ﴿ قالوا أقررنا قال فاشهدوا وأنا معكم من الشاهدين ﴾

ختم الله تعالى هذا المقام الأعظم لنبينا ﷺ بقوله : ﴿ فاشهدوا وأنا معكم من الشاهدين ﴾ ليعلمنا بعظيم شرفه ومرتبته وأنه المتبوع وهم التابعون .

والمقصود بالذات وهم لاحقون ، وإنما تأخر ظهوره الحسى فى هذا العالم عن جميعهم ليكون مستدركاً علمهم ومتمماً لما فاتهم من الكمالات ، جامعاً لجميع فضائلهم وزيادات ، كما يدل لذلك قوله تعالى :

﴿ فبهداهم اقتده ﴾ الدال على أنه لم يبق فيهم كمال

وهدىً ، ومعجزة وخصوصية إلا وقد توفر فيه ذلك الكمال والهدى وأوتى مثل الآخرين ، أو أعلى منهم جلالة ، وقهراً لأولى العناد ولو لم يكن من ذلك ما ظهر عند حمله وقبيل وقت ولادته ، وفى أيام رضاعته وتربيته لكفى كما جمعت ذلك فى كتاب سميته « النعمة الكبرى على العالم بمولد سيد ولد آدم » بأسانيده التى نقلها أئمة السنن والحديث الموصوفون بالحفظ والإتقان والجلالة والبرهان فى القديم والحديث مما هو سالم من وضع الوضاعين وانتحال الملحدين [والمغتوين] والمفترين لا كأكثر المواليد التى بأيدى الناس فإن فيها كثيراً من الموضوع الكذب المختلق المصنوع لكن فى ذلك الكتاب بسط لا يتم قراءته فى مجلس واحد فاختصرته هنا بحذف أسانيده وغرائبه واقتصرت منه على ما يسنده متابع أو عاضد دوماً للتسهيل على المادحين ، وقصداً لحيازتهم معرفة تلك المزايا والكرامات لينتظموا بذلك فى سلك المحبين لذلك الجناب الرفيع والجاه الواسع العريض المنيع فقلت مفتتحاً بآية تناسب المقصود وتدل على علو شرف ذلك المولود وهى قوله تعالى : ﴿لقد جاءكم رسول من أنفسكم **عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤوف رحيم فإن تولوا فقل حسبى الله لا إله إلا هو عليه توكلت وهو رب العرش العظيم**﴾

حديث الشفاعة

فرسول الله ﷺ هو سيد الأولين والآخرين ، والملائكة المقربين ، والخلائق أجمعين وحبيب رب العالمين ، أكمل رسل الله ، وأفضل خلق الله ، المخصوص بالشفاعة العظمى يوم الدين والمنصوص على عموم رسالته إلى العالمين ، الإنس ، والجن والملائكة السابقين واللاحقين صاحب اللواء المعقود والحوض المورود والمقام المحمو الذى يغبطه [بحمده] فيه الأولون والآخرون ويحتاج إلى جاهه يومئذ الأنبياء والمرسلون ، والملائكة المقربون وصاحب المعجزات الباهرة والكرامات الباطنة والظاهرة والحجة القويمة ، والمحجة المستقيمة ، والفضائل التى لا تحصى ، والشمائل التى لا يمكن أن تُستقصى فبالغ ، وأكثر لن نحيط بوصفه وأين الثريا من يد المتناول فهو الذى اصطفاه الله تعالى بالمحبة والخلة والقرب ، والإحاطة والجهة المنزلة وبالمعراج ، وما فيه من العجائب التى اطلع عليها ، والمزايا والفضائل التى أوتيها وبالصلاة بالأنبياء أجمعين فى بيت المقدس ذهاباً وعوداً إعلاماً بأنه سيد الكل ومقدمهم بدءاً وعوداً ، بشهادته شهادة أمته عليه وعلى أممهم بما بلغوه من أمرهم ونهيهم وبلواء الحمد والوسيلة ، والبشارة ، والنذارة ، والهداية ، والإمامة ، والرحمة للعالمين وبأن ربه يعطيه حتى

يرضى فيقول يارب لا أرضى لأحد من أمتي فى النار فيخرجهم الله منها ويلحقهم بالسادة الأتقياء الأبرار وبإتمام النعمة عليه وبتفويض سائر الإمدادات إليه وبشرح الصدر ورفع الذكر فلا يذكر الله تعالى إلا ويذكر معه وبعزة النصر بالرعب من مسيرة شهر ، وبالتأييد بالملائكة وبنزول السكينة عليه وعلى أمته وبإجابة سؤاله ، ودعوته ، لاسيما التى اختبأها لأمته حين لا ينفعهم غيرها ولا يسعهم إلا خيرها وميرها وبإقسام الله تعالى بحياته(١) وبرد الشمس بعد غروبها عليه ، وبقلب الأعيان له وبكونه يبرىء من جميع الأمراض والآلام وباطلاع على المغيبات حتى ما سيقع فى أمته إلى يوم القيامة وبدوام الصلاة عليه من الله سبحانه وجميع ملائكته التى لا يحصى كثرتهم إلا هو تعالى ومن أمته فى سائر الأمكنة والأزمنه وبإجابة المتوسلين به وبأهل بيته وخلفائه وآله وصحابته وتابعيهم بإحسان على مر الأزمان ، إلى غير ذلك مما لا مطمع فى حصره ، ولا غاية لاستيعابه وسيرة سيدنا ومولانا وذخرنا وملاذنا ومنجأنا وممدنا ومنقذنا ومكملنا وناصحنا

[نسبه ﷺ]

أبو القاسم محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم

بن عبد مناف بن غالب قصى بن كلاب بن مرة بن كعب بن لؤى بن غالب بن فهر بن مالك بن النضر وقريش ينتهون إلى هذا .

وقال كثيرون إلى فهر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة ابن إلياس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان . وإليه ينتهى النسب المجمع عليه ووراء ذلك أقوال متباينة لا تثبت فيها شيء فلا ينبغي الخوض فيها للحديث عند صاحب مسند الفردوس لكن الأصح أنه من قول ابن مسعود .

ومع ذلك له حكم المرفوع إليه ﷺ لأن مثله لا يقال من جهة الرأى .

أنه ﷺ كان إذا بلغ فى النسب إلى عدنان أمسك وقال كذب النسابون قال تعالى : ﴿ وقروناً بين ذلك كثيراً ﴾ .

قال ابن عباس رضى الله عنهما : لو شاء الله أن يعلمه لأعلمه بهم .

اعلم أن الله تعالى شرف نبيه بسبق نبوته فى سابق أزليته وذلك أنه تعالى لما تعلقت إرادته بإيجاد الخلق أبرز الحقيقة المحمدية من محض قبل وجود ما هو كائن من المخلوقات بعد ثم سلخ العوالم كلها ثم أعلمه تعالى بسبق نبوته وبشره بعظيم رسالته كل ذلك وآدم لم يوجد ثم انبجست منه ﷺ عيون

الأرواح فظهر بالملأ الأعلى أصلاً ممداً للعوالم كلها .

[قصة خلقه ﷺ]

قال كعب الأحبار لما أراد الله أن يخلق محمداً أمر جبريل أن يأتيه بالطينة التى هى قلب الأرض فهبط فى ملائكة الفردوس وملائكة الرفيع الأعلى فقبضها من محل قبره المكرم أى وأصلها من محل الكعبة المشرفة موجهاً الطوفان إلى هناك فعجنت بماء التسنيم ثم غمست فى أنهار الجنة حتى صارت كالدرة البيضاء ثم طافت بها الملائكة حول العرش والكرسى فى السموات والأرض والبحار فعرفت الملائكة وجميع الخلق سيدنا محمداً قبل أن تعرف آدم ورأى آدم نور محمد فى سرادق العرش واسمه مكتوباً عليه مقروناً باسمه تعالى فسأل الله عنه فقال له ربه هذا النبى من ذريتك اسمه فى السماء أحمد وفى الأرض محمد ولولاه ما خلقتك ولا خلقت سماء ولا أرضاً وسأله أن يغفر له متوسلاً إليه بمحمد ﷺ فغفر له .

ولما كان آدم طيباً استخرج منه نبينا ﷺ ونبى ثم أخذ منه الميثاق قبل الأنبياء ثم أعيد إلى آدم فنفخت فيه الروح ثم استخرجت منه ذريته لأخذ الميثاق علهم فنبينا ﷺ هو المقصود من الخلق وواسطة عقدهم ورسول الرسل لأن الله سبحانه أخذ الميثاق علهم بأنهم من أتباعه .

فرسالته عامة لجميع الخلق إلى يوم القيامة ، ولأجل ذلك تكون الأنبياء كلهم يوم القيامة تحت لوائه .

ولما ظهر آدم لمع نور نبينا محمد ﷺ فى جبينه ثم خلق من ضلعه الأيسر حواء فأراد مد يده إليها فكفته الملائكة عنها حتى يصلى على نبينا ﷺ ثلاث مرات وفى رواية عشرين .

ثم لما هبط إلى الأرض لما أراد الله من الحكم الباهرة لو لم يكن منها ليوجد نبينا ﷺ أبانه [أبان الشىء وقته] فى أمته الذين هم خير أمة أخرجت للناس لكفى ولدت له أربعين ولداً فى عشرين بطناً فى كل بطن ذكر وأنثى إلا شيئاً فاته .

ولد وحده إعلاماً بأنه الوارث لأبيه نبوةً وعلماً فلذا انتقل النور المحمدىّ إليه ثم أوصى شيث ولده بما أوصاه به أبوه آدم أن لا يضعه إلا فى المطهرات من النساء ثم لم تزل هذه الوصية معمولاً بها إلى زمن عبد الله بن عبد المطلب فطهر الله هذا النسب الشريف من قبائح الجاهلية وما كانوا عليه .

[قصة أصحاب الفيل]

ذلك النور يزداد تلألؤاً فى جبهة جده عبد المطلب ببركته توجه إلى الله به فى أصحاب الفيل الذين قصدوا مكة ليخربوها

وقد آن أبان الحمل به ﷺ فأرسل الله عليهم الطيور الأبابيل من البحر فأهلكهم قبل وصولهم الحرم بها عن آخرهم إلا واحداً منهم ليخبرهم إرهاصاً وكرامة لظهور محمد ﷺ.

[قصة فداء أبيه من الذبح]

ثم ظهر ذلك النور فى جبهة أبيه عبد الله الذبيح الذى فداه الله من إرادة أبيه ذبحه وفاءً لنذره إياه فى المنام لما دله الله عليه بئر زمزم وكانت دثرة فنجاه الله من الذبح ببركة ذلك النور بأن ألهم الله أباه أن يفديه بمائة بعير.

قصة زواج أبيه من والدته ﷺ

ولما فدى أدركت امرأة منه ذلك النور فخطبته لنفسها وتعطيه البعير التى فدى بها فأبى حتى يأذن أبوه ثم ذهب به أبوه إلى وهب بن عبد مناف بن زهرة وهو يومئذٍ سيد بنى زهرة نسباً وشرفاً فزوجه لوقته ابنته آمنه أفضل امرأة فى قريش فوقع عليها من فوره فحملت بسيد الخلائق من ساعتها ففارقه أعظم ذلك النور فعرض نفسه على الأولى فأبت وقالت له فارقك لما كنت أؤمل انتقاله إلىّ من النور الذى كان معك ونودى ليلة حمله وهى ليلة الجمعة من رجب فى السماء والأرض إن النور المكنون الذى منه محمد يستقر الليلة فى بطن آمنة ويخرج للناس بشيراً ونذيراً وأمر رضوان أن يفتح باب الفردوس ونقطت كل دابة لقري تلك الليلة ، وقالت حُملِ محمد ورب الكعبة وهو إمام أهل الدنيا إلا أصبح منكوساً وأصبح كل ملك أخرس لا ينطق يومه ذلك ومرت وحوش المشرق إلى وحوش المغرب تبشرها به وكذا بشر ما فى البحار

بعضها بعضاً ورأت آمنة رضى الله عنها بين النوم واليقظة قائلاً يقول لها أشعرت بأنك حملت بسيد هذه الأمة ونبيها ورأت أنه خرج منها نور أضاء له ما بين المشرق والمغرب[١] ولما مضى لحملها ستة أشهر أتاها آت فى منامها فركضها برجله وأخبرها بأنها حملت بسيد العالمين وأنها تسميه محمداً[٢] وأنها تكتم شأنها وفى رواية أنها وجدت له أعظم الثقل والروايات المشهورة أنها لم تجد من ذلك شيئاً[١] وجمع بأن الأولى فى أول الحمل والأخرى فى آخرة ليقع مخالفة المعتاد فيهما حتى يعلم أن كل أموره ﷺ خارقة للعادات وفى رواية أنه ﷺ بكرها وآخرى لا وجمع بأنه يحتمل أنها اسقطت قبله .

وفى رواية وهى الأشهر أن أباه مات وهى حامل به وعلمها المعظم . وفى أخرى أنها حملت به أكثر من تسعة أشهر والأصبح خلافها[٢] .

[رؤيا أمه وهى حامل به ﷺ]

ولـم تزل أمـه ﷺ تـرى وهى حامـل بـه ما يدل على عظـم قدره مـما تواتـرت الأخبار بنقله من الكرامـات أشهر. والأصح خلافها ولم تزل أمه ﷺ ترى وهى حامل به ما يدل على عظم قدره مما تواترت الأخبار بنقله من الكرامات والآيات الباهرة إلى أن مضت تلك الشهور ، وأشرق الوجوه بذلك النور فأخذها ما يأخذ النساء من الألم ولم يعلم بها أحد فسمعت شيئاً [فبينا هى كذلك][1] أهالها فرأت كأن جناح طائر أبيض مسح على فؤادها فذهب روعها ثم التفت وإذا بشر به بيضاء فيها لبن وكانت عطشا فشربتها ثم رأت نسوة كالنخل طولاً من الحور العين فاشتد الأمر وتكرر سماعها لذلك المهول وإذا هى بديباج أبيض مدبين السماء والأرض وإذا قائل يقول خذوه عن أعين الناس ورأت أيضاً رجالاً وقفوا فى الهوى بأيديهم أباريق من فضة وأنها يرشح منها عرق أطيب من المسك الأزفر .

ورأت أيضاً قطعة من الطير أقبلت حتى غطت حجرتها مناقمرها الزمرد وأجنحتها الياقوت وأبصرب حينئذٍ مشارق الأرض ومغاربها فرأت ثلاثة أعلام مضروبات علماً بالمشرق وعلماً فى المغرب ، وعلماً على ظهر الكعبة . فأخذها المخاض واشتد بها الأمر وكأنها مستندة إلى نساءٍ قد كثرن عليها حتى كأنهن معها فى البيت فحينئذٍ ولدته ﷺ ليلاً كما فى روايات أو فى نهار كما فى روايات أخرى . ولا تخالف لاحتمال أنه بعد طلوع الفجر موصوفاً فى روايات بأوصاف تليق بكماله الأعظم .

وسؤدده الأفخم منها أنه لم يخرج معه دم ولا قذر أصلاً وأنه رؤى حينئذٍ نور عم البيت والدار وأن النجوم دنت وتدلت حتى ظن من هناك سقوطها عليهم وإن قابلته سمعت قائلاً يقول يرحمك الله فسطع نور أضاء ما بين المشرق والمغرب لاسيما الشام وقصورها إشارة إلى أنه يصل إليها بنفسه وأن الإسراء يكون إليها ثم منها إلى السماء وأنها دار ملكه كما فى أثر ومهاجر الأنبياء وأنه ما من نبى إلا وهو منها أو هاجر إليها وبها ينزل عيسى عليه السلام وأرض المحشر والمنشر .

[فضل الشام على غيره من البقاع]

قال ﷺ : « عليكم بالشام فإنها خيرة الله من أرضه يجتبى إليها خيرته من عباده »

وفى رواية أنه ﷺ حين ولد وقع معتمداً على يديه ثم أخذ قبضة من تراب ورفع رأسه إلى السماء وقبض التراب إشارة إلى أنه يملك الأرض وأنه ينثره فى وجه أعدائه فيهزمهم وكان الأمر كذلك يوم بدر أو حنين .

أخذ ﷺ كفاً من تراب وضرب به وجه العدو فلم يبق منهم أحد إلا وأصابه منه فولوا منهزمين خائبين آيسين .

ولد جاثياً على ركبتيه ينظر إلى السماء ثم قبض قبضة من الأرض وأهوى ساجداً وأنه وُضع تحت برمة كما كانوا يعتادون ذلك فى المولودين عقب ولادتهم فانفلقت تلك البرمة عنه وإذا به قد شق بصره ينظر إلى السماء ويمص إبهامه فتشخب لبناً وأن سحابة بيضاء نزلت من السماء فغيبته عن وجه أمه برهة فسمعت قائلاً يقول طوفوا بمحمد مشارق الأرض ومغاربها وأدخلوه إلى البحار كلها ليعرفه جميع من بها باسمه ونعته وصفته ويعرفوا بركته ثم انجلت عنه فإذا به قد رمح فى ثوب صوف أبيض وتحته حريرة خضراء وقد قبض على ثلاثة مفاتيح من اللؤلؤ الأبيض الرطب وإذا قائل يقول قبض محمد ﷺ على مفتاح النصر وعلى مفتاح الذكر وعلى مفتاح النبوة .

وفى رواية أنها رأت سحابة أعظم من الأولى يسمع فيها صهيل الخيل وخفقان الأجنحة وكلام الرجال حتى غشيته فغُيب عنها أكثر من المرة الأولى وسمعت قائلاً يقول طوفوا بمحمد جميع الأرضين وعلى النبيين والجن والإنس والملائكة ثم انجلت عنه فإذا به قد قبض على حريرة خضراء مطوية طياً شديداً ينبع منها ماء معين وإذا قائل يقول قبض محمد على الدنيا كلها لم يبق خلق من أهلها إلا دخل فى قبضته طائعاً ولا حول ولا قوة إلا بالله العظيم القادر على ما يريد ثم غشيه ثلاثة من الملائكة بيد أحدهم إبريق ، والثانى طست من ذهب وبرد أخضر والثالث حريرة بيضاء فنشرها فأخرج منها خاتماً تحار أبصار الناظرين دونه فغسله من ذلك الإبريق سبع مرات ثم ختم بين كتفيه بالخاتم ولفه فى الحريرة ثم احتمله(٢) وأدخله بين أجنحته ساعة ثم رده

[هل ولد الرسول بخاتم النبوة]

ولا يعارض هذه الرواية رواية أنه ولد بالخاتم ولا رواية أنه ختم به لما شق صدره وهو عند حليمة لأنه لا مانع من تكرر الختم إظهاراً لمزيد الكرامة والتميز والاعتناء به .

وأخبر جماعة من الأحبار والرهبان فى ليلة ولادته بها قبل أن يولد .

[مجيئه ﷺ إيذاناً بذهاب الأمم السابقة]

وجمعوا على ذهاب ملك بنى إسرائيل وآمن به بعضهم وفيها أربح واضطرب إيوان كسرى الذى لم يبن أحكم منه فانصدع وانشق وسقط من أعلاه أربع عشرة شرفة إشارة إلى أنه لم يبق من ملك الفرس إلا أربعة عشر وكان آخرهم فى خلافة عثمان ، وخمدت تلك الليلة نار فارس التى كانوا يعبدونها ولم تطفأ قبل ذلك بالفي عام بل كانت توقد وتضرم أشد الإيقاد والإضرام ليلاً ونهاراً فلم يقدر واحد تلك الليلة على إيقاد شيء منها ، وغاضت ونشفت بحيرة طبرية التى كانت تسير فيها السفن فلم يبق تلك الليلة قطرة ماء فبنى محلها

مدينة تسمى ساوة وردت تلك الليلة الشياطين المسترقون للسمع فى السماء بالشهب فلم يعودوا إليها ، وحجب إبليس عن خبر السماء فرن رنة عظيمة كما زن حين لعن وحين أخرج من الجنة وحين ولد محمد ﷺ وحين بعث وحين نزلت عليه الفاتحة .

وأكثر العلماء على أنه ولد مختوناً مقطوع السرة حتى لا يرى أحد سوأته .

[قصة تسميته بمحمد]

ومن أسباب تسمية جده عبد المطلب له محمداً ما رُوى أنه رأى سلسلة فضة خرجت من ظهره لها طرف بالسماء وطرف بالأرض وطرف بالمشرق وطرف بالمغرب ثم عادت كأنها شجرة على كل ورقة منها نور وإذا أهل المشرق والمغرب متعلقون بها فعُبِّرت له بمولولد يكون من صلبه يتبعه أهل المشرق والمغرب ويحمده أهل السماء والأرض فلذلك سماه محمداً . واختلفوا فى منتهى مولده ويومه على أقوال كثيرة ولا خلاف أنه ولد يوم الأثنين .

والأشهر أنه وِلد فى شهر ربيع الأول .

والآخر أيضاً أنه فى ثانى عشر وكثيرون أئمة حفاظ متقدمون وغيرهم أنه يوم ثامنة والصواب أنه ولد بمكة ولا يجوز اعتقاد غيره والأشهر أن محل مولده المشهور سوق الليل وهو الآن مسجد لله تعالى وقفته مسجداً الخيزران أم الرشيد وأول من أرضعته ثويبة مولاة عمه أبى لهب أعتقها لما بشرته بولادته فخفف الله عنه من عذابه كل ليلة اثنين جزاء لفرحه فيها بمولده ﷺ كما جوزى عمه أبو طالب بسبب تربيته بأن خفف الله عنه من عذابه أيضاً وفى .....(٤) أعتقها بعد الهجرة فعليها التخفيف عنه لكونه أمرها بإرضاعه

[قصة رضاعة]

ثم أرضعته بعدها حليمة السعدية رضى الله عنها كانت تأتى النبى ﷺ فيبسط له رداءه وكذا زوجها السعدى أيضاً ، وبنتها الشيماء التى كانت تحضنه ﷺ مع أمها وخلاصة قصة رضاعة أنها خرجت فى نسوة من قومها يلتمسن الرضعاء بمكة فكلهن أعرضن عنه ﷺ ليُتمِهِ حتى هى أولاً ولكن لمّا لم يحصل لها غيره جاءت إليه وأخذته فرأته مدرجاً فى ثوب صوف أبيض من اللبن يفوح منه المسك وحريرة خضراء وكان راقداً على قفاه فهابته أن توقظه فوضعت يدها على

صدره فتبسم ضاحكاً وفتح عينيه فخرج منهما نور حتى دخل خلال السماء فقبلته وأعطته ثديها الأيمن فقبله وحركته إلى الأيسر فأبى كأن الله ألهمه العدل وأعلمه أن له شريكاً هو ابنها فترك له ثديها الأيسر وكانت هى وناقتها وأتانهما فى أشد الجوع والهزال وعدم اللبن بمجرد أن وضعته فى حجرها أقبل عليه ثديها فروى وروى أخوه ودرت ناقتهما فأشبعتهم تلك الليلة لبناً فلما أصبحت ودعت أمه أتانها وهو بين يديها فرأت الأتان سجدت نحو الكعبة ثلاث مرات ، ورفعت رأسها إلى السماء فلما خرجت مع قومها شبعت أتانها الكل بعد أن كانت لا تنهض بهما فأنكرن أنها هى فلما علمن فلصن أن لها شأناً عظيماً ، وكانت تسمعها تقول إن لى لشأناً ثم شأناً بعثنى الله بعد موتى لو علمتنى من على ظهرى عليه خيار النبيين وسيد الأولين والآخرين فلما وصلوا منازلهم كانت أجدب أرض الله فكانت غنم حليمة ترجع وغنمهم ما بها قطرة مع أنها كلها بمحل فلما تم له ﷺ عندها سنتان عادت به إلى أمه ثم لم تزل بها حتى رجعت به فمكث عندها شهرين فبينما هو وأخوه يرعيان خلف البيوت وإذا بأخيه يشد عدواً لأبويه أدركا أخي القرشى ، فأدركاه منتقعاً لونه فأعتنقاه وسألاه فما أخبرهما أنه أتاه رجلان عليهما ثياب بيض ثم

اضطجعاه فشقا بطنه فخافا عليه ، ورداه فوراً إلى أمه فقالت ما ردكما به وقد كنتما حريصين عليه ثم لم تزل بهما حتى أخبراها فقالت أفتخوفتما عليه الشيطان كلا والله ما للشيطان عليه من سبيل وأنه كائن لابنى هذا شأن وشق صدره الشريف أيضاً وهو ابن عشر ثم عند مبعثه ثم عند الإسراء به ليكون أهل طور من أطوار طفولتيه ثم بلوغه ثم بعثه به كمال يخصه ويليق به ليتهيأ به إلى ما بعده من الكمالات التى لم يزل مترقياً فيها إلى ما لا نهاية له فلا ينافى ذلك كونه خلق من الأمر على أكمل الأحوال الظاهرة والباطنة وكان وهو عند حليمة إذا خرج إلى الغنم تظل عليه الغمامة وإذا وقف وقفت وإذا سار سارت وكان وهو فى المهد يناغى القمر أى يحادثه ويشير إليه بأصبعه فحيث أشار إليه مال ولما أخبر ﷺ بذلك قال إنى كنت أحدثه ويحدثنى ويلهينى عن البكاء وأسمع وجبته حين سجد تحت العرش وتكلم ﷺ فى أوائل ما ولد وكان مهده يتحرك بتحريك الملائكة قالت حليمة وأول ما خطمته قال الله أكبر كبيراً والحمد لله كثيراً وسبحان الله بكرة وأصيلاً [ولمّا] بلغ ﷺ أربع سنين وقيل أكثر ماتت أمه عند مرجعها به من المدينة ذهبت إليها به لتزور أخوال جده عبد المطلب بنى عدى بن النجار ودفنت بالأبواء قرية عند الفرع فرجعت به أم أيمن دايته وحاضنته ومرضعته يقال إنه ورثها من أبيه أو من أمه أو أن خديجة وهبتها له [وقيل] دفنت بالحجون .

ويشهد له روايات كثيرة [ولما] بلغ ثمان سنين
وقيل أقل وقيل أكثر مات جده عبد المطلب عن مائة سنة
وعشر وأربعين ودفن بالحجون فكفله عمه شقيق أبيه

بحيرا الراهب ومعرفته له ﷺ :

أبو طالب بوصية من عبد المطلب له بذلك ولما بلغ ثنتى عشره
سنة خرج مع عمه أبى طالب إلى الشام حتى بلغ بصرى فعرفه
بحيرا الراهب وأخبرهم بصفات نبوءته، ورسالته وبخاتم النبوة
الذى بين كتفيه وآمن به ثم أقسم على عمه أن يرجع به خوفاً
عليه من اليهود إذا قيل عنهم سبعة يريدون قتله فمنهم بحيرا
وأخبروه أن اليهود تفرقت فى كل طريق لعلمهم أنه خارج فى
هذا الشهر جملة ما رآه بحيرا تظليل غمامة بيضاء له وأنه
نزل تحت شجرة فأرخت أعضائها عليه تظله فلما بلغ عشرين
سنة عاد إلى الشام فى تجارة ومعه أبو بكر فسأل بحيرا عنه

فأقسم له أنه نبى ثم لمّا بلغ خمساً وعشرين سنة رجع
إلى الشام أيضاً فى تجارة لخديجة ومعه غلامها ميسرة فكان
يرى ملكين يُظلانه من الشمس ورأت ذلك خديجة رجعوا
أو بعد رجوعه بنحو ثلاثة أشهر تزوجها وعمرها أربعون سنة
بعرض منها لنفسها عليه، لمّا بلغ ﷺ خمساً وثلاثين سنة بنت
قريش الكعبة فكان ﷺ هو الواضع للحجر الأسود فى محله ،

[بعثته ﷺ]

لما بلغ أربعين سنة أرسله الله رحمة للعالمين ورسولاً لكافة الخلق أجمعين ﷺ وبارك عليه وعلى آله وأصحابه وتابعيهم أفضل صلاة وأفضل سلام وأفضل بركة عدد معلومات الله ومداد كلماته أبد الآبدين ودهر الداهرين [اللهم] إنا نتوسل به إليك ونتضرع بحوائجنا بجاهه لديك فهو الوسيلة العظمى والساقي من الحوض الذى من شرب منه لا يظمى [اللهم] فصلى وسلم عليه وعلى إخوانه الأنبياء والمرسلين وعن بقية الصحابة رضوان الله تعالى عليهم أجمعين وعلى آله الطيبين الطاهرين والأئمة الأربعة المجتهدين ومقلديهم بإحسان إلى يوم الدين والحمد لله رب العالمين .

قال الناسخ لهذا الأصل : تمت مولود ابن حجر فى شهر جمادى الأولى بعد الظهر فى يوم السبت أربع وعشرين سنة ١٢٠٠ هـ .

فهرس كتاب
مولد النبي ﷺ

عظیم شعراء کے عظیم کلام

کلام میاں محمد بخشؒ
کلام بابا بلھے شاہؒ
کلامِ اعلیٰ حضرتؒ
کلامِ صائمؒ
کلامِ نصیرؒ
کلام حافظؒ
کلامِ ظہوریؒ
کلامِ اعظمؒ
کلامِ سردارؒ
کلامِ ساجد

کلام ابر شاہ وارثیؒ
کلامِ اصغرؒ
کلامِ نیازیؒ
کلامِ ناصرؒ
کلامِ اجمل
کلامِ حاکم
کلامِ سجن
کلامِ مقصود مدنی
کلامِ صابر
کلامِ رفیقؒ

فہرست

چشتی کتب خانہ

علامہ صائم چشتی کی تصانیف

ایمان ابی طالب اول۔دوم

مشکل کشاء۔اول دوم

البتول

شہید ابن شہید اول۔دوم

خطباتِ چشتیہ، اول۔دوم۔سوم

گیارہویں شریف

پھل تے کنڈے

خاتون جنت

المدد یارسول اللہ

الصدیق

نعتیہ کتب

شاہِ خوباں۔طٰہٰ تے یٰسین

علامہ صائم چشتی کے تراجم

تفسیر ابن عربی

تفسیر کبیر

تفسیر خازن

روضۃ الشہداء

شرف سادات

فتوحاتِ مکیہ

کتاب النفس والروح

خصائص علی

الریاض النضرہ

والدین مصطفٰے

ہدیۃ المہدی اسنیٰ المطالب

سیرت نبویہ

چشتی کتب خانہ کی دیگر کتب

خواتین کی محفل میلاد	شبیر شاہ کی تقریریں
خواتین کے لئے درسِ قرآن	شفیع اوکاڑوی کی تقریریں
خواتین کے لئے درس حدیث	ہاشمی میاں کی تقریریں
خواتین کی محفل نعت	سعید احمد اسعد کی تقریریں
رُباعیاں دی بہار	ربانی کی تقریریں
حُسنِ نقابت	خطبات مختار شاہ
اندازِ نقابت	شانِ خطابت
رہبرِ نقابت	حسن خطابت
نقابت کے رنگ	عظمت درود شریف
نقابت کی ڈائری	کلیاتِ مدنی
کراماتِ اہلبیت	عظمت سیدہ آمنہ
علمدارِ حسین	عظمت سیدنا عبداللہ
نور البیان	عظمت سیدہ حلیمہ
نجم الخطیب	اوراد و جواہرات مدنیہ

مصنّف کی دیگر تصنیفات

موضوع	کتب
مقالہ	☆ انتساب سے اشتہار تک ــــــ
خلفائے راشدینؓ	☆ نجوم ہدایت ــــــ
سیّدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا	☆ شہزادیٔ کونین ــــــ
آئمہ اہل البیت	☆ بارہ امام بزبانِ خیر الانام ــــــ
باباسید حسن رحمٰنؒ کی کرامات	☆ مردِ قلندر ــــــ زیرِ طبع ــــــ
مصطفےٰ کریم کا ذکرِ جمیل	☆ قول الجلی ــــــ ترجمہ مولد النبیؐ ــــــ
حضرت سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا	☆ زینب کبریٰ ــــــ زیرِ طبع ــــــ



علامہ صفدر رضا قادری

میلاد ھاؤس

محلہ گل بہار نمبر ۱۔ پشاور